الشریفی

شرح

ایساغوجی

مع عربی متن و اردو ترجمہ

و

خلاصۃ المنطق

منطق کی اصطلاحات کی عام فہم تشریح

از

محمد اشرف قریشی

قدیمی کتب خانہ
آرام باغ کراچی

الشریفی

شرح

ایساغوجی

مع عربی متن واردو ترجمہ

و

خلاصۃ المنطق

منطق کی اصطلاحات کی عام فہم تشریح

از

محمد اشرف قریشی

ناشر

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ۔ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال الشیخ الامام العلامۃ افضل العلماء المتاخرین قدوۃ الحکماء الراسخین اثیر الدین الابھری طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

ترجمہ:۔ شیخ، امام، علامہ، متاخر علماء میں سب سے افضل، راسخ حکماء کے پیشوا اثیر الدین ابہری، اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو خوشبودار کرے اور جنت ان کا ٹھکانہ بنائے، انہوں نے فرمایا

شرح:۔ مذکورہ عبارت مصنفؒ کے کسی شاگرد کی ہے۔ شیخ بزرگ کو کہتے ہیں خواہ عمر کی وجہ سے بزرگ ہو یا علم کی وجہ سے۔ امام بمعنی پیشوا، جس کی اتباع کی جائے، جس کی رائے پر اعتماد ہو۔ ثریٰ بمعنی مٹی اور اس سے مراد قبر ہے۔

مصنفؒ کا نام مفضل، اثیر الدین لقب، مولانا زادہ عُرف اور والد کا نام عمر ہے، ابہر روم کے ایک مقام کا نام ہے۔ آپ اس علاقہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کو امام فخر الدین رازیؒ سے شرف تلمذ حاصل ہے آپ اپنے زمانہ کے بڑے عالم فاضل اور بلند پایہ محقق و منطقی تھے۔

آپ نے بہت سی عمدہ اور قابل قدر کتابیں تصنیف کیں جیسے الاشارات زبدہ، کشف الحقائق، المحصول، المغنی، الیساغوجی، ہدایۃ الحکمۃ، تنزیل الافکار فی تعدیل الاسرار وغیرہ۔ ان میں سے الیساغوجی اور ہدایۃ الحکمۃ بہت مشہور ہوئیں اور دونوں کتابیں داخل درس نظامی ہیں۔ ہدایۃ الحکمۃ فلسفہ میں ہے اور اس کی شرح میبذی پڑھائی جاتی ہے۔

آپ کی سنہ وفات میں مختلف اقوال ہیں، مثلاً ۶۶۰ھ، ۶۶۳ھ،

۶۷۵ھ اور ۶۶۰ھ کتابوں میں ذکر کیے گئے ہیں۔ ۶۶۰ھ زیادہ راجح ہے۔

نحمد اللّٰہ علی توفیقہ ونسالہ ھدایۃ طریقہ والہام الحق بتحقیقہ ونصلی علی محمد والہ وعترتہ امابعد فھذہ رسالۃ فی المنطق اوردنا فیھا ما یجب استحضارہ لمن یبتدأ شیئًا من العلوم مستعینا باللّٰہ انہ مفیض الخیر والجود ایساغوجی

ترجمہ: ہم اللہ کی توفیق پر اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اور ہم اس سے اس کے راستہ کی ہدایت اور اس کی تحقیق سے حق کے الہام کا سوال کرتے ہیں۔ اور ہم محمد، ان کی آل اور ان کی اولاد پر درود بھیجتے ہیں۔ امابعد یہ منطق میں ایک رسالہ ہے جس میں ہم وہ امور لائے ہیں جن کو ذہن میں حاضر کرنا اس شخص پر ضروری ہے جو علوم کی ابتدا کرے، اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے (ہم نے یہ کام کیا ہے) کیونکہ وہی بھلائی کا فیضان کرنے والا ہے۔ یہ ایساغوجی ہے۔

شرح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس کام کی ابتداء اللہ کے ذکر سے نہ ہو تو وہ کام خیر سے خالی ہوتا ہے۔ اس حدیث کے پیش نظر نیز قرآن اور سلف صالحین کی اقتداء کرتے ہوئے مصنفؒ نے اپنی کتاب اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ساتھ شروع کی۔ کسی کی ذاتی خوبیوں پر زبان سے تعریف کرنے کو حمد کہتے ہیں۔ اللہ اس ذات کا نام ہے جس کا وجود واجب اور ضروری ہے۔ اور وہ تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے۔ توفیق: مطلوب کے اسباب اور وسائل کا مہیا ہو جانا، خواہ مطلوب

خیر ہو یا شر۔ لیکن لفظ توفیق کا استعمال خیر کے کاموں میں ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اسنے ایمان، اعمال صالحہ، تحصیل علوم اور نشر و اشاعتِ علوم کی توفیق دی اس لئے مصنف نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس توفیق پر ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔ **ھدایت**: یعنی راستہ دکھانا مطلوب و مقصود تک پہنچا دینا۔

الہام: دل میں کسی بات کا بلا واسطہ ڈال دینا خواہ وہ بات اچھی ہو یا بری لیکن اگر اچھی بات ہو تو وہ خداوند اور فرشتوں کی طرف سے ہوتی ہے اور اسے ہی الہام کہا جاتا ہے اور اگر بری بات ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور اسے وسوسہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کے بعد مصنف نے اللہ سے ایسے راستہ کی ہدایت اور حق کے الہام کا سوال کیا اور یہ قید لگائی کہ اس حق کی تحقیق اللہ کی طرف سے ہو یعنی وہ اللہ کے نزدیک حق ہو۔ کیونکہ بسا اوقات انسان ایک چیز کو حق سمجھتا ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ باطل ہوتی ہے اور شیطان کا دھوکہ ہوتا ہے۔ فلاسفہ و ملحدین باطل کو حق سمجھ کر گمراہ ہوئے۔

(قولہ فہذہ) اگر مصنفؒ نے پہلے خطبہ لکھا اور اس کے بعد کتاب کے مقاصد لکھے تو یہ خطبہ ابتدائیہ کہلاتا ہے۔ اس صورت میں اشارہ ان معانی اور خیالات کی طرف ہوگا جو مصنفؒ کے ذہن میں تھے اور اگر پہلے کتاب کے مقاصد لکھے اور پھر آخر میں خطبہ لکھ کر اسے کتاب کے شروع میں ذکر کر دیا تو یہ خطبہ الحاقیہ کہلاتا ہے اس صورت میں اشارہ کتاب کے مقاصد کی طرف ہوگا۔ رسالۃ معنی کتابچہ یعنی جس میں ایک موضوع کے اہم مسائل کو جمع کر دیا جائے۔ **منطق**: مصدر ہے معنی بولنا۔ اصطلاح میں ظاہری کلام اور ذہنی خیالات پر بھی منطق کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اسی لئے اس علم کو بھی منطق کہتے ہیں۔ جس کے ذریعے ظاہری گویائی اور فہم و ادراک میں قوت و پختگی حاصل ہو۔

علم منطق کو علم میزان بھی کہتے ہیں۔ **تعریف**: ایسا علم جو ایک علمی و قانونی

آلہ ہے جس کی رعایت کے ذریعہ ذہن خطاءِ فکری سے محفوظ رہتا ہے، اس کا موضوع معرّف اور حجت ہیں۔ چونکہ یہ علم وفن دلیل بنانے، دلیل کو سمجھنے، اس کی قوت وضعف کو جانچنے، کلام کو منظم کرنے اور قوت فکریہ میں اضافہ کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور انہی امور کے ذریعہ علوم حاصل ہوتے ہیں، ان کی حقیقت کی سمجھ پیدا ہوتی ہے، خاص کر علوم عقلیہ وفلسفہ میں مدد ملتی ہے۔ اس لئے اس علم کو علم آلی کہا جاتا ہے۔ یعنی دوسرے علوم کے سیکھنے کا آلہ ہے۔ چنانچہ مصنفؒ نے اس کی اسی اہمیت کے پیش نظر فرمایا کہ جو علوم کی تحصیل کی ابتداء کرے اس کے لئے جن امور کے بارے میں واقف ہونا ضروری ہے وہ امور ہم اس رسالہ میں لائے ہیں اور وہی امور منطق کے مضامین ہیں۔ اسی وجہ سے ابونصر فارابی نے منطق کو رئیس العلوم کہا ہے۔ ابوعلی ابن سینا نے اسے خادم العلوم قرار دیا ہے امام غزالیؒ نے فرمایا کہ جو شخص علم منطق سے اچھی طرح واقف نہ ہو اس کا علوم میں اعتماد نہیں ہے۔ علم منطق کو سمجھے بغیر علم کلام، فلسفہ، اصول فقہ اور فقہ کی کتابوں وابحاث کو سمجھنا قدرے مشکل ہے۔

جُود کے معنی ہیں کسی کو اس کے حال کے مناسب کسی عوض کے بغیر چیز دینا اس کی طرف سے مطالبہ اور اس کے حق کے بغیر، یہ صفت خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ مخلوق میں سے کوئی بھی اس صفت کا حامل نہیں ہے۔ لفظ سخاوت کا مفہوم اس سے کم درجہ کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو جواد اور مخلوق کو سخی کہتے ہیں (قولہ ایساغوجی) یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ یعنی ھذا ایساغوجی۔ لفظ ایساغوجی یونانی لفظ ہے اس کے مختلف معنی ہیں۔ داخل ہونے کا راستہ، پانچ پنکھڑی والا پھول، پانچ کلیات یعنی جنس نوع، فصل، خاصہ اور عرض عام وغیرہ کلیات خمسہ کو ایساغوجی کہنے کی وجہ میں مختلف اقوال ہیں، میر سید شریفؒ نے فرمایا

کہ یہ اُس یونانی حکیم کا نام ہے جو اُن کلیات میں مہارت رکھتا تھا۔ بعض نے کہا کہ یہ اُس یونانی حکیم کا نام ہے جس نے اُن کلیات کا استخراج کیا اور اُن کا موجد ہوا۔ اسی کے نام سے کلیات کو ایساغوجی کہا گیا ہے۔ بعض نے کہا کہ پانچ پنکھڑی والے پھول کو ایساغوجی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ کلیات بھی پانچ ہے۔ اس لئے ان کلیات کو ایساغوجی کہا گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد اقوال ہیں لیکن یہی مذکورہ اقوال معتمد ہیں۔

اللفظ الدال بالوضع علی تمام ما وضع لہ بالمطابقۃ وعلی جزئہ بالتضمن ان کان لہ جزء وعلی ما یلازمہ فی الذہن بالالتزام کالانسان فانہ یدل علی الحیوان الناطق بالمطابقۃ وعلی احدہما بالتضمن وقابل العلم وصنعۃ الکتابۃ بالالتزام۔

ترجمہ:۔ دلالت لفظیہ وضعیہ میں اگر لفظ کی دلالت اپنے موضوع لہ کے تمام پر ہے تو وہ دلالت مطابقہ ہے اگر موضوع لہ کے کسی حصہ پر ہے تو وہ دلالت تضمنیہ ہے بشرطیکہ موضوع لہ کے حصے ہوں اور اگر اس امر پر ہے جو موضوع لہ کے ساتھ ذہن میں لازم ہے تو وہ دلالت التزامی ہے۔ جیسے لفظ انسان کی دلالت حیوان ناطق پر مطابقی ہے اور ان میں سے کسی ایک یعنی صرف حیوان یا صرف ناطق پر دلالت تضمنی ہے اور قابلیتِ علم وکتابت کے فن پر دلالت التزامی ہے۔

شرح:۔ دلالت کے لغوی معنی ہیں راستہ دکھانا اور اصطلاح میں ایک چیز کے علم سے دوسری چیز کا علم ہونا۔ پہلی چیز کو دال اور دوسری چیز کو مدلول کہتے ہیں۔ دال اگر لفظ ہے تو اسے دلالتِ لفظیہ اور اگر لفظ نہیں ہے تو اسے دلالتِ غیر لفظیہ کہتے ہیں۔ جیسے دھویں کو دیکھ کر آگ کے وجود کا علم ہونا۔ جب ایک چیز سے دوسری چیز کا علم ہوتا ہے تو وہ یا تو عقل کی وجہ سے ہوتا ہے

یعنی کسی چیز کے آثار و علامات دیکھ کر عقل اس چیز کے وجود کا فیصلہ کرتی ہے۔
جیسے دھویں کو دیکھ کر آگ کے وجود کا فیصلہ کرنا۔ بادلوں کو دیکھ کر بارش کا اندازہ لگانا کسی چیز کی آواز سن کر اس کے وجود کا فیصلہ کرنا اور کائنات کے تغیرات وغیرہ کو دیکھ اس کے بنانے والے کے وجود کا فیصلہ کرنا ۔ یہ دلالت عقلیہ کہلاتی ہے۔ یا دوسری چیز کا علم طبیعت و مزاج کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے آہ، آہ، اُف وغیرہ کی آواز سے رنج و صدمہ یا تکلیف کا علم ہونا، چہرے کے رنگ کے تغیرات سے انسان کی خوشی و غمی کا علم ہونا۔ بچے کے رونے سے اس کے کسی تکلیف میں مبتلا ہونے کا علم ہونا وغیرہ یہ دلالتِ طبعیہ کہلاتی ہے یا دوسری چیز کا علم اس وجہ سے ہوتا ہے کہ پہلی چیز کو دوسری چیز کے وجود کے لئے خاص اور مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جیسے شاہراہ پر نشانات کو خاص پیغام کے لئے مقرر کرنا، حروف و اعداد کے نقوش کو ان کی آوازوں کے لئے مقرر کرنا، اذان کے کلمات کو نماز کے وقت کے لئے مقرر کرنا۔ الفاظ کو مافی الضمیر کے بیان کے لئے مقرر کرنا، لفظ صلوٰۃ کو خاص حرکات کے لئے مقرر کرنا وغیرہ۔ یہ دلالتِ وضعیہ کہلاتی ہے جس کو مقرر کرتے ہیں وہ موضوع کہلاتا ہے اور جس کے لئے مقرر کیا جاتا ہے وہ موضوع لہ کہلاتا ہے اور جس نے مقرر کیا ہے اسے واضع کہتے ہیں۔ جیسے لفظ صلوٰۃ موضوع، خاص حرکات موضوع لہ اور شریعت واضع ہے۔ چونکہ ایک دوسرے سے معانی و مفہوم کا سمجھنا و سمجھانا الفاظ کی ان کے معانی پر دلالت کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے، اس لئے مصنفؒ نے سب سے پہلے اسی کو بیان کیا۔

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں۔ مطابقہ، تضمنیہ اور التزامیہ۔ لفظ کو جن معانی و ذات کے لئے وضع کیا گیا ہے اگر لفظ بول کر وہ تمام معانی یا کامل

ذات مراد ہو تو وہ دلالتِ مطابقہ ہے۔ گویا لفظ اپنے پورے معانی و ذات پر پوری طرح منطبق ہوگیا۔ جیسے لفظ انسان کو اُس ذات کے لئے وضع کیا گیا ہے جو مجموعہ حیوان ناطق ہے۔ اگر لفظ انسان بول کر یہ پورا مجموعہ مراد ہو تو یہ دلالت مطابقی ہے۔ اکثر لفظ انسان کا استعمال اسی دلالت میں ہوتا ہے یا جیسے لفظ صلوٰۃ مجموعہ قیام، رکوع، سجود، قعدہ، قراءت اور تسبیح کے لئے وضع کیا گیا ہے اگر لفظ صلوٰۃ بول کر یہ پورا مجموعہ مراد ہو تو اسے دلالتِ تضمینہ کہتے ہیں یعنی ضمنی طور پر ثابت ہونا جیسے لفظ انسان بول کر صرف حیوان مراد لینا یا ناطق مراد لینا مثلاً انسان میں کھانے پینے، آرام کرنے اور دوسرے جانوروں والے جذبات موجود ہیں اگر کسی کے بارے میں کہا جائے کہ "اس کے اندر یہ جذبات ہیں کیونکہ یہ انسان ہے"؛ تو اس قول میں لفظ انسان سے مراد اس کی حیوانیت ہے۔ یا مثلاً سجدہ یا رکوع یا قراءت وغیرہ کو صلوٰۃ کہنا۔ اس دلالت کو دوسرے الفاظ میں "کل بول کر بعض مراد لینا" کہتے ہیں۔ اگر کوئی موضوع لہ ایسا ہے کہ اس کا کوئی جز یا حصہ نہیں ہے تو وہاں پر دلالت تضمنی نہیں ہوگی۔ جیسے لفظ نقطہ اس مفہوم کے لئے وضع کیا گیا ہے جس میں لمبائی اور چوڑائی اور اونچائی نہ ہو۔ چونکہ اس میں حصے نہیں ہوسکتے اس لئے لفظ نقطہ کی دلالت تضمنی نہیں ہوگی۔

اکثر ایک چیز کے ساتھ دوسری چیز بھی متعلق ہوتی ہے اور ہر وقت دونوں ساتھ رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ دوسری چیز پہلی سے بالکل جدا ہوتی ہے۔ جیسے آگ اور حرارت، حالانکہ آگ اور حرارت دونوں جدا جدا چیزیں ہیں۔ ان میں سے پہلی چیز کو ملزوم اور دوسری کو لازم کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا مثال میں آگ ملزوم اور حرارت لازم ہے اگر حقیقت و خارج میں اسی طرح ہو کہ ایک کے ساتھ دوسری چیز لازم رہے اور کبھی اس سے جدا نہ ہو تو اسے لازم خارجی کہتے ہیں۔ جیسے آگ و

حرارت، برف اور ٹھنڈک، لوہا اور سختی وغیرہ۔ اگر یہی لزوم ذہن میں آئے تو اسے لزوم ذہنی کہتے ہیں۔ جیسے آگ کے تصور سے حرارت کا تصور آنا وغیرہ۔ اب اگر لفظ بول کر اس کا موضوع لہ مراد نہ ہو بلکہ اس کا لازم ذہنی مراد ہو تو اسے دلالت التزامی کہتے ہیں۔ مثلاً انسان کے اندر علم حاصل کرنے اور دوسرے کام کرنے کی صلاحیت موجود ہے تو اگر انسان بول کر اس کی مختلف صلاحیتیں مراد ہوں تو یہ دلالت التزامی ہے۔ جیسے یہ کہنا کہ انسان فرشتوں سے افضل ہے یعنی اپنے علم کی بنیاد پر افضل ہے یا چاند پر پہنچنا انسانی کمال ہے یعنی انسان اپنی قابلیت کی وجہ سے چاند پر پہنچا یا زید شیر ہے یعنی زید بہادر ہے۔ یہاں لفظ شیر سے اس کی ذات مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس کی التزامی صفت بہادری مراد ہے۔ ہر چیز کے آثار و علامات اس چیز کے لئے لازم ہوتے ہیں۔ اسی طرح تمام مدلولات اپنے اپنے دال کے لئے لازم ہیں۔ اور استعارہ و تشبیہات میں دلالت التزامی ہی استعمال ہوتی ہے۔

ثم اللفظ اما مفرد وهو الذی لایراد بالجزء منه دلالة علی جزء معناه کالانسان واما مؤلف وهو الذی لایکون کذلك کقولك رامی الحجارة فالمفرد اما کلی وهو الذی لا یمنع نفس تصور مفهومه عن وقوع الشرکة فیه کالانسان واما جزئی وهو الذی یمنع نفس تصور مفهومه عن وقوع الشرکة فیه کزید

ترجمہ:۔ پھر لفظ یا تو مفرد ہوگا۔ مفرد وہ ہے جس کے جزء سے اس کے معنی کے جزء پر دلالت کا ارادہ نہ کیا جائے۔ جیسے انسان اور یا مرکب ہوگا۔ مرکب وہ لفظ جو اس طرح نہ ہو جیسے پتھر پھینکنے والا۔ پھر مفرد یا تو کلی ہوگا۔ کلی وہ مفہوم ہے جس کا صرف تصور اس مفہوم میں دوسرے کو شریک

ہونے سے منع نہ کرے جیسے انسان کا مفہوم اور یا جزئی ہوگا۔ جزئی وہ مفہوم ہے جس کا صرف تصور اس مفہوم میں دوسرے کو شریک ہونے سے منع کرے جیسے زید۔

شرح:۔ مناطقہ کے نزدیک کسی لفظ کے مفرد یا مرکب ہونے کا تعلق اس کے معنی اور اس پر دلالت کرنے سے ہے۔ اگر چند الفاظ کا مجموعہ صرف ایک ذات پر دلالت کرے تو وہ لفظ مفرد ہوگا اگرچہ بظاہر وہ مرکب ہو اس لئے مرکب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ لفظ کے اجزاء ہوں، اس کے معنی کے اجزاء ہوں، الفاظ ان معانی پر دلالت کریں اور یہ دلالت مقصود ہو جیسے "پتھر پھینکنے والا"، اس میں دو الفاظ ہیں۔ پتھر اور پھینکنے والا، لفظ پتھر اس ذات پتھر پر اور لفظ پھینکنے والا اس پھینکنے والے انسان کی کیفیت پر دلالت کر رہا ہے اور یہ دلالت مقصود ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص پتھر نہیں پھینک رہا ہو تو اسے پتھر پھینکنے والا نہیں کہیں گے۔ مرکب کی مذکورہ بالا چار شرائط میں سے اگر کوئی شرط نہیں پائی جائے گی تو وہ مفرد ہوگا۔ جیسے لفظ کا جزء نہ ہو مثلاً ہمزہ استفہام، لفظ کے اجزاء کے معنی نہ ہوں جیسے لفظ انسان کے اجزاء الف نون سین وغیرہ کے معنی نہیں ہیں، لفظ کے اجزاء کی ان معانی پر الگ الگ دلالت نہ ہو جیسے "عبداللہ"، کسی کا نام ہو تو اس میں دو لفظ ہیں اور دونوں بامعنی ہیں۔ لیکن دونوں کی دلالت الگ الگ معانی پر نہیں ہے بلکہ صرف ایک ذات پر دلالت ہے۔ اسی لئے اگر کسی کو عبداللہ کے معنی معلوم نہ ہوں پھر بھی وہ عبداللہ نامی شخص کو عبداللہ کہہ کر پکارے گا۔ اجزاء کے معانی پر دلالت ہو لیکن دلالت مقصود نہ ہو۔ جیسے حیوان ناطق کسی کا نام رکھا جائے تو یہاں پہلی تین شرائط موجود ہیں لیکن یہ دلالت مقصود نہیں ہے۔ اسی لئے اگر کسی کو حیوان ناطق کے معنی معلوم نہ

ہوں تب بھی وہ اس حیوان ناطق نامی شخص کو حیوان ناطق کہہ کر پکارے گا۔

لفظ مفرد جس معنی پر دلالت کرتا ہے وہ اس کا مفہوم کہلاتا ہے۔ یہ مفہوم اگر عقلی اعتبار سے کثیر افراد پر صادق آسکتا ہے یعنی کسی ایک فرد کے ساتھ خاص نہیں ہے تو وہ مفہوم کلی کہلاتا ہے۔ کلی ہونے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ حقیقت میں اس کے کثیر افراد ہوں بلکہ اگر ایک بھی فرد نہ ہو تب بھی وہ کلی ہو گا۔ جیسے "شریک باری" اس کا کوئی بھی فرد نہیں ہے لیکن یہ کلی ہے کیونکہ اس کا تعلق عقل و تصور سے ہے کہ عقل اس مفہوم میں کثرت کو جائز قرار دیتی ہے یا نہیں۔ اگر عقلی اعتبار سے مفہوم کثیر افراد پر صادق نہیں آسکتا تو وہ مفہوم جزئی کہلاتا ہے۔ جیسے زید۔ خالد، میری کتاب وغیرہ۔ کلی جن افراد پر صادق آتی ہے وہ اس کی جزئیات کہلاتی ہیں۔

والکلی اما ذاتی وھو الذی یدخل تحت حقیقۃ جزئیاتہ کالحیوان بالنسبۃ الی الانسان والفرس واما عرضی وھو الذی بخلافہ کالضاحک بالنسبۃ الی الانسان والذاتی اما مقول فی جواب ما ھو بحسب الشرکۃ المحضۃ کالحیوان بالنسبۃ الی الانسان والفرس وھو الجنس ویرسم بانہ کلی مقول علی کثیرین مختلفین بالحقائق فی جواب ما ھو۔

ترجمہ: کلی یا تو ذاتی ہوتی ہے یہ وہ کلی ہے جو اپنی جزئیات کی حقیقت کا جزء ہو۔ جیسے حیوان اپنی جزئیات انسان اور گھوڑے کی نسبت سے۔ اور یا کلی عرضی ہوتی ہے۔ یہ وہ کلی ہے جو ذاتی کے خلاف ہو جیسے ضاحک کلی اپنی جزئی انسان کی نسبت سے۔ کلی ذاتی (کی پھر تین قسمیں ہیں اس لئے کہ وہ) یا تو (چند جزئیات کی حقیقتوں کے درمیان) صرف شرکت کا لحاظ کر کے ما ھو کے جواب میں بولی جائے گی جیسے لفظ حیوان (جو) انسان اور گھوڑے کی نسبت (اُن کی حقیقت

کے جواب میں بولا جائے۔) یہ کلی جنس ہے اور اس کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ یہ ایسی کلی ہے جو **ماھو** کے جواب میں مہت سے مختلف الحقائق امور کے بارے میں بولی جائے۔

شرح:۔ جن امور سے کوئی چیز مل کر بنتی ہے وہ امور اس چیز کی حقیقت و ماہیت ہوتے ہیں۔ جیسے نماز کی حقیقت قیام، قراءت رکوع، سجود اور قعدہ ہے اور جو امور حقیقت کے علاوہ ہوتے ہیں وہ عوارض کہلاتے ہیں۔ جیسے نماز کے عوارض تسبیح، دعا اور خشوع وغیرہ ہیں۔

مناطقہ کے ہاں ایک اصطلاح یہ بھی جاری ہے کہ جب وہ کسی چیز کی حقیقت کے بارے میں پوچھتے ہیں تو "**ماھو**" سے سوال کرتے ہیں مثلاً الانسان ماھو کا مطلب ہے کہ انسان کی حقیقت کیا ہے۔ اس لئے جب ایک چیز کے بارے میں ماھو سے سوال کیا جائے گا تو جواب میں اس چیز کی پوری حقیقت بیان کی جائے گی اور اگر ایک سے زیادہ چیزوں کے بارے سوال ہوگا تو ان چیزوں کی حقیقتوں میں جو مشترک حقیقت ہوگی وہ بیان کی جائے گی۔ مثلاً اسم کی حقیقت ہے وہ کلمہ جو اپنے معنی میں مستقل ہو اور کوئی زمانہ اس میں نہ ہو اور فعل کی حقیقت ہے وہ کلمہ جو اپنے معنی میں مستقل ہو اور تین زمانوں میں سے ایک زمانہ بھی اس کے اندر ہو۔ اب اگر سوال ہو کہ الاسم والفعل ما ھما تو جواب ہوگا وہ کلمہ جو اپنے معنی میں مستقل ہو۔

ان مذکورہ بالا اصطلاحوں کو سمجھنے کے بعد اب سمجھئے کہ جو کلی اپنی جزئیات کی حقیقت کا جز ہو تو وہ کلی ذاتی ہوتی ہے۔ جیسے حیوان ایک کلی ہے اور انسان و گھوڑا اس کی جزئیات ہیں۔ انسان کی حقیقت حیوان ناطق اور گھوڑے کی حقیقت حیوان صاھل ہے۔ ان دونوں حقیقتوں میں حیوان بھی حقیقت کا جزء ہے۔ اس لئے

وہ کلی ذاتی ہے۔ بعض نے کلی ذاتی کی تعریف میں یہ اضافہ کیا کہ جو اپنی جزئیات کی حقیقت ہو تو وہ بھی کلی ذاتی ہے۔ جیسے انسان ایک کلی ہے۔ اس کی جزئیات زید، بکر، خالد وغیرہ ہیں۔ ہر ایک کی حقیقت حیوان ناطق ہے اور حیوان ناطق انسان کو کہتے ہیں۔ تو گویا انسان اپنی جزئیات کی پوری حقیقت ہے۔ اس لئے وہ کلی ذاتی ہے اور جو کلی اپنی جزئیات کی حقیقت کے علاوہ ہو وہ کلی عرضی ہوتی ہے جیسے ضاحک ایک کلی ہے اور اسکی جزئیات زید، عمر، بکر وغیرہ ان کی حقیقت حیوان ناطق ہے ضاحک نہیں ہے۔ اس لئے ضاحک کلی عرضی ہوا۔ کلی ذاتی کی تین قسمیں ہیں۔ جنس، نوع اور فصل۔ اس لئے کہ اگر چند چیزوں کی حقیقتوں کے بارے میں سوال کیا جائے تو جواب میں ان سب کی ایک مشترک حقیقت بیان کی جائے گی۔ یہ مشترکہ حقیقت ان چیزوں کے لئے جنس ہوگی۔ جیسے انسان اور گھوڑے کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب میں حیوان آیا۔ یہ حیوان انسان اور گھوڑے کے لئے جنس ہے چنانچہ اب ہم جنس کی اس طرح تعریف کر سکتے ہیں کہ جنس ایسی کلی ہے جو ماھو کے جواب میں بہت سی مختلف الحقائق چیزوں کے بارے میں بولی جائے۔

واما مقول فی جواب ماھو بحسب الشرکۃ والخصوصیۃ معا کالانسان بالنسبۃ الی زید وعمرو وغیرھما وھو النوع ویرسم بانہ کلی مقول علی کثیرین مختلفین بالعدد دون الحقیقۃ فی جواب ماھو واما غیر مقول فی جواب ماھو بل مقول فی جواب ای شئ ھو فی ذاتہ وھو الذی یمیز الشئ عما یشارکہ فی الجنس کالناطق بالنسبۃ الی الانسان وھو الفصل ویرسم بانہ کلی یقال علی الشئ فی جواب ای شئ ھو فی ذاتہ

ترجمہ:۔ اور کلی ذاتی یا تو ماھو کے جواب میں شرکت اور خصوصیت دونوں کے لحاظ سے بولی جائے گی جیسے انسان زید، عمر وغیرہ کی نسبت سے

اور یہ کلی نوع ہے اور اس کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ یہ ایک ایسی کلی ہے جو ماھو کے جواب میں ایسے بہت سے امور کے بارے میں بولی جائے جو عدد میں مختلف ہوں نہ کہ اپنی حقیقتوں میں۔ اور کلی ذاتی یا تو ماھو کے جواب میں نہیں بولی جائے گی بلکہ ای شئ ھو فی ذاتہ کے جواب میں بولی جائے گی، یعنی وہ چیز اپنی ذات میں کیا ہے اور یہ وہ کلی ہے جو کسی چیز کو ان سے ممتاز کر دیتی ہے جو اس کے ساتھ جنس میں شریک ہیں۔ جیسے ناطق انسان کی نسبت سے۔ یہ کلی فصل ہے اور اس کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ یہ ایک ایسی کلی ہے جو کسی چیز کے بارے میں ای شئ ھو فی ذاتہ کے جواب میں بولی جائے۔

شرح:۔ اگر بہت سی چیزوں کے بارے میں ماھو کے ذریعہ سوال کیا جائے اور ان سب کی حقیقتیں ایک ہوں تو جواب میں جو حقیقت بیان ہوگی وہ ان سب چیزوں میں مشترک ہوگی اور ان سب کے ساتھ مخصوص بھی ہوگی۔ یعنی ہر ایک کی کامل حقیقت بیان ہوگی۔ یہ کامل حقیقت ان تمام چیزوں کی نوع کہلاتی ہے۔ مثلاً زید، عمر، بکر، خالد وغیرہ کی حقیقت کے بارے میں سوال ہوا۔ ان سب کی حقیقتوں پر غور کیا گیا۔ تو سب کی حقیقت حیوان ناطق سامنے آئی اور حیوان ناطق انسان کو کہتے ہیں۔ اس لئے لفظ انسان ان سب کے لئے نوع ہوا۔ یہ کلی ذاتی کی دوسری قسم ہوئی اور اس کی یہ تعریف ہے کہ وہ کلی جو ماھو کے جواب میں ایسے بہت سے امور کے بارے میں بولی جائے جو عدد یعنی شمار میں مختلف ہیں لیکن حقیقت میں متفق ہیں۔ جنس کی تعریف میں غور کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اس میں بہت سی مختلف الحقیقت چیزیں جمع ہوتی ہیں۔ اگر ہم ان میں سے کسی ایک چیز کو جدا و ممتاز

کرنا چاہیں تو اس چیز میں کوئی خصوصیت ہونی چاہیئے۔ جو صرف اس میں ہو دوسری چیز میں نہ ہو۔ غور کرنے سے جو خصوصیت حاصل ہوگی اس کے ذریعے ہم اس چیز کو اس کی جنس کے دوسرے شرکاء سے جدا کرلیں گے۔ یہ خصوصیت فصل کہلاتی ہے۔ مثلاً حیوان ایک جنس ہے اور اس میں انسان، گھوڑا، گدھا وغیرہ سب شامل ہیں۔ اور سب کے سب حیوان ہیں۔ انسان پر ہم نے غور کیا تو اس میں ایک صفت پائی جو اس کے دوسرے شرکاء میں نہیں تھی یعنی ناطق ہونا۔ اس صفت کی وجہ سے ہم نے انسان کو دوسرے شرکاء سے ممتاز کرلیا اور کہا کہ انسان صرف حیوان ہی نہیں بلکہ وہ ناطق بھی ہے۔ گویا فصل کے ذریعے ہم کسی چیز کی ذاتی خصوصیت کو بیان کرتے ہیں۔ اس لئے اب فصل کی تعریف یہ ہوتی کہ اگر اس طرح سوال ہو کہ وہ چیز اپنی ذات کے اعتبار سے کیا ہے تو جواب میں جو کلی واقع ہوگی وہ فصل کہلائے گی۔

واما العرضی فھو اما ان یمتنع انفکاکہ عن الماھیۃ وھو العرض اللازم اولا یمتنع وھو العرض المفارق وکل واحد منھما اما یختص بحقیقۃ واحدۃ وھو الخاصۃ کالضاحک بالقوۃ اوبالفعل للانسان ویرسم بانھا کلیۃ یقال علی ما تحت حقیقۃ واحدۃ فقط قولا عرضیا واما ان یعم حقائق فوق واحدۃ وھو العرض العام کالمتنفس بالقوۃ او بالفعل للانسان وغیرہ من الحیوانات ویرسم بانہ کلی یقال علی ما تحت حقائق مختلفۃ قولا عرضیا

ترجمہ: کلی عرضی یا تو ایسی ہوگی کہ اسے حقیقت سے جدا کرنا ناممکن ہوگا اور یہ عرض لازم ہے یا جدا کرنا ممکن ہوگا اور یہ عرض مفارق ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک یا ایک حقیقت (والے افراد) کے ساتھ مخصوص ہوگی

اور یہ کلی خاصہ ہے۔ جیسے انسان کے لئے ہنسنے کی صلاحیت رکھنا یا ہنسنا۔ اور اس کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ ایسی کلی عرضی جو ایسے افراد کے بارے میں بولی جائے جن کی حقیقت ایک ہے اور یا کلی عرضی ایسے افراد پر عام ہو گی جن کی حقیقتیں ایک سے زیادہ ہیں اور یہ عرض عام ہے جیسے انسان اور دوسرے جانداروں کے لئے سانس لینے کی صلاحیت یا سانس لینا اور اس کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ ایسی کلی عرضی جو ایسے افراد کے بارے میں بولی جائے جن کی حقیقتیں مختلف ہیں۔

شرح :۔ ہمیں معلوم ہے کہ کلی عرضی اپنی جزئیات کی حقیقت میں داخل نہیں ہوتی ہے اور جزئی اس کلی کے ساتھ متصف ہوتی ہے۔ جیسے ہنسنا انسان کی صفت ہے لیکن انسان کی حقیقت میں داخل نہیں ہے۔ اس کلی کی پھر دو قسمیں ہیں۔ (۱) کلی عرضی ایسی ہو کہ اپنی جزئیات کے ساتھ اس سے جدا ہونا ممکن نہ ہو۔ جیسے انسان کے لئے ہنسنا، انسان کے لئے علم وفن، شیر کے لئے بہادری، جانداروں کے لئے چلنے کی صفت وغیرہ۔ یہ کلی عرض لازم کہلاتی ہے (۲) کلی عرضی ایسی ہو جو کہ اپنی جزئیات سے جدا ہو سکتی ہو جیسے خوشی وغمی یا غصہ وشرم کے وقت چہرہ کے رنگ کا بدلنا وغیرہ۔ اسے عرض مفارق کہتے ہیں، اس کی مزید دو قسمیں ہیں۔ دائمی وعارضی۔ عرض لازم اور عرض مفارق ان دونوں میں سے ہر ایک اگر ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ مخصوص ہو تو اسے خاصہ کہتے ہیں۔ جیسے انسان کے لئے ہنسنے کی صلاحیت یعنی انسان کے تمام افراد میں ہنسنے کی صلاحیت ہے اور یہ ان کے ساتھ لازم ہے نیز انسان کے تمام افراد کی حقیقت ایک ہے۔ یہ مثال خاصۂ لازم شاملہ کی تھی۔ ہنسنے والا انسان یعنی جو انسان ہنس رہے ہیں وہ اس مثال میں شامل ہیں اور جو ہنس نہیں رہے وہ اس میں شامل نہیں ہیں یہ مثال خاصۂ لازم غیر شاملہ کی ہے۔ شرم کے وقت

انسان کے چہرے کے رنگ بدلنے کی صلاحیت۔ یعنی جب انسان کو شرم آتی ہے تو اس کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے اور یہ صلاحیت تمام انسانوں میں ہے۔ یہ مثال خاصۂ عرض مفارق شاملہ کی ہے۔ شرمندہ انسان کے چہرے کا رنگ بدلنا۔ یہ مثال خاصۂ عرض مفارق غیر شاملہ کی ہے۔ اگر عرض لازم و عرض مفارق ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص نہ ہو تو اسے عرض عام کہتے ہیں۔ جیسے انسان اور جانوروں میں سانس لینے کی صلاحیت یا چلنے کی سلاحیت، انسان اور جانوروں کی حقیقت جدا جدا ہے۔ لیکن ان سب میں سانس لینے اور چلنے کی صلاحیت مشترک ہے یہ مثال عرض عام لازم شاملہ کی ہے۔ سانس لینے اور چلنے والے جاندار۔ یہ مثال عرض عام لازم غیر شاملہ کی ہے۔ اُن جانداروں کو شامل نہیں ہے جو چل نہیں رہے یا سانس نہیں لے رہے ہیں۔ غصہ کے وقت انسان اور جانوروں میں کیفیات کے بدلنے کی صلاحیت۔ یعنی تمام جانداروں میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ جب انہیں غصہ آتا ہے تو ان کے چہرے کے رنگ، آواز اور جسم کی حرکات میں کچھ تبدیلی آجاتی ہے اور جب غصہ ختم ہو جاتا ہے تو یہ کیفیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ تمام جانداروں کی حقیقت جدا جدا ہے اس لیے یہ مثال عرض عام مفارق شاملہ کی ہے غصہ سے بھرے ہوئے جاندار کی کیفیت میں تبدیلی یہ مثال عرض عام مفارق غیر شاملہ کی ہے۔ مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ کلی عرضی کی یہ یہ قسمیں ہیں نمبر۱ لازم نمبر۲ عرض مفارق ان دونوں کی پھر یہ قسمیں ہیں۔ ۱۔ لازم خاصہ شاملہ ۲۔ لازم خاصہ غیر شاملہ ۳۔ عرض مفارق خاصہ شاملہ ۴۔ عرض مفارق خاصہ غیر شاملہ ۵۔ لازم عرض عام شاملہ ۶۔ لازم عرض عام غیر شاملہ ۷۔ عرض مفارق عرض عام شاملہ ۸۔ عرض مفارق عرض عام غیر شاملہ۔

القول الشارح الحد قول دال على ماهية الشئ وهو الذی یترکب عن جنس الشئ وفصله القریبین کالحیوان الناطق بالنسبة الی الإنسان وهو الحد التام والحد الناقص وهو الذی یترکب من جنسہ البعید وفصله القریب کالجسم الناطق بالنسبة الی الانسان والرسم التام وهو الذی یترکب من الجنس القریب للشئ وخاصتہ اللازم کالحیوان الضاحک فی تعریف الانسان والرسم الناقص مایترکب عن عرضیات تختص جملتها بحقیقة واحدة کقولنا فی تعریف الانسان انه ماش علی قدمیه عریض الاظفار بادی البشرة المستقیم القامة ضاحک بالطبع۔

ترجمہ:۔ قول شارح کا بیان۔ حد وہ قول ہے جو کسی چیز کی حقیقت پر دلالت کرے۔ یہ کسی چیز کی جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہوتا ہے جیسے انسان کی تعریف میں حیوان ناطق اور یہی حد تام ہے۔ حد ناقص کسی چیز کی جنس بعید اور فصلِ قریب سے مرکب ہوتی ہے جیسے ناطق انسان کی تعریف میں۔ رسم تام کسی چیز کی جنس قریب اور اس کے خاصہ لازم سے مرکب ہوتی ہے، جیسے حیوان ضاحک انسان کی تعریف میں اور رسم ناقص کسی چیز کے ایسے عوارض سے مرکب ہوتی ہے کہ جن کا مجموعہ ایک حقیقت کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ جیسے انسان کی تعریف میں ہمارا یہ قول کہ وہ اپنے قدموں پر چلنے والا، چوڑے ناخنوں والا ظاہر کھال والا، سیدھی قامت والا اور طبعی اعتبار سے ضاحک ہے۔

شرح:۔ منطق کا موضوع معرّف اور حجت ہیں۔ معرّف وہ تصورات کہلاتے ہیں جن کے ذریعہ نامعلوم تصوّر حاصل ہوتا ہے۔ معرف کو قولِ شارح بھی کہتے ہیں۔ مصنفؒ نے تصورات کی بحث کے اختتام پر اسی کو بیان کیا ہے اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے جنس قریب وبعید اور فصل قریب وبعید

کی اصطلاح سمجھنا ضروری ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ جنس کے تحت مختلف حقیقتیں ہوتی ہیں۔ اگر ہم ان میں سے کوئی ایک حقیقت متعین کرلیں اور دوسری حقیقتوں میں سے ایک ایک حقیقت کو اس متعین حقیقت کے ساتھ ملاکر سوال کریں کہ یہ دونوں کیا ہیں۔ اور ہر ایک سوال کے جواب میں ایک ہی جنس واقع ہو تو وہ جنس اس متعین حقیقت کے لئے جنس قریب ہوگی۔ اور اگر ایک ہی جنس واقع نہ ہو بلکہ دوسری جنس بھی واقع ہوتی ہو تو وہ جنس بعید ہوگی۔

مثلاً حیوان ایک جنس ہے اور اس کے تحت مختلف حقیقتیں انسان، گھوڑا، گائے، بیل وغیرہ ہیں۔ ان میں سے ہم نے انسان کو متعین کیا اور اسے گھوڑے کے ساتھ ملاکر یہ سوال کیا کہ الانسان والفرس ماھما تو جواب آیا حیوان، پھر گائے اور بیل وغیرہ کے ساتھ بھی یہی عمل کیا۔ اور ہر دفعہ جواب میں حیوان آیا۔ تو حیوان انسان کے لئے جنس قریب ہوگیا۔ اسی طرح جسم نامی (بڑھنے والا جسم) ایک جنس ہے۔ اس کے تحت انسان، گھوڑا، گائے، درخت وغیرہ مختلف حقیقتیں ہیں۔ انسان اور گھوڑے کے بارے میں سوال کیا تو جواب میں حیوان آیا جسم نامی نہیں آیا، انسان اور درخت کے بارے میں سوال کیا۔ تو جواب میں جسم نامی آیا۔ ایک ہی جنس ہر سوال کے جواب میں واقع نہیں ہوئی تو جسم نامی انسان کے لئے جنس بعید ہوا۔ جنس قریب وبعید کی پہچان کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ بعض جنس ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے اوپر بھی جنس ہوتی ہے۔ مثلاً حیوان ایک جنس ہے اور اس کے اوپر جسم نامی جنس ہے۔ حیوان اس کے تحت ہے۔ جسم مطلق جسم نامی کے اوپر جنس ہے اور جوہر سب سے اوپر جنس ہے اب اگر کسی حقیقت کی جنس سے اوپر بھی کوئی جنس ہو تو پہلی جنس اس کے لئے قریب اور دوسری اوپر والی جنس اس کے لئے بعید ہے اور اگر اس کے اوپر

بھی کوئی جنس ہے تو وہ جنس اس حقیقت کے لئے جنس ابعد ہے مثلاً انسان کے لئے جنس قریب حیوان، جنس بعید جسم نامی، جنس ابعد جسم مطلق اور جنس الابعد الابعد جوہر ہے۔

جنس قریب وجنس بعید سمجھنے کے بعد فصل قریب وبعید کا سمجھنا بھی آسان ہے۔ جو فصل کسی حقیقت کو اس کی جنس قریب کے شرکاء سے ممتاز کرتی ہے تو وہ فصل بعید ہے۔ مثلاً ناطق انسان کو حیوان کے شرکاء سے ممتاز کرتا ہے اور حیوان انسان کے لئے جنس قریب ہے۔ پس ناطق فصلِ قریب ہوا۔ اور حساس انسان کو جسم نامی کے شرکاء سے ممتاز کرتا ہے۔ اور جسم نامی انسان کے لئے جنس بعید ہے۔ اس لئے حساس انسان کے لئے فصلِ بعید ہوا۔

جب کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے۔ تو وہ دو طریقوں سے ہوتی ہے یا تو اس کی حقیقت بیان کی جاتی ہے یا اس کی علامات وآثار بیان کئے جاتے ہیں۔ اگر کسی چیز کی تعریف میں اس کی حقیقت بیان کی جائے تو مناطقہ اس کو حد کہتے ہیں۔ اور اگر علامات بیان کی جائیں تو اسے رسم کہتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ فصل کسی چیز کی حقیقت کو بیان کرتی ہے۔ کیونکہ یہ کلّی ذاتی ہے اور خاصہ کسی چیز کے آثار کو بیان کرتا ہے کیونکہ یہ کلّی عرضی ہے اس لئے اگر کسی چیز کی تعریف فصل سے کیجائے تو وہ حدّ کہلائے گی۔ اور اگر خاصہ لازم سے کی جائے تو وہ رسم کہلائے گی اگر اس کے ساتھ جنس قریب کو ملا دیں تو وہ تام ہو جائے گی۔ اور اگر جنس بعید کو ملایا یا جنس کو ملایا ہی نہیں تو وہ ناقص ہو گی یعنی اگر جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو تو وہ حدّ تام، اگر جنس بعید وفصل قریب ہو یا صرف فصل قریب ہو تو وہ حدّ ناقص، اگر خاصہ اور جنس قریب سے مرکب ہو تو وہ رسم تام، اور اگر خاصہ اور جنس بعید سے ہو یا

صرف خاصہ سے ہو تو وہ رسم ناقص ہے۔

القضایا القضیة هی قول یصح ان یقال لقائله انه صادق فیه او کاذب وهی اما حملیة کقولنا زید کاتب واما شرطیة متصلة کقولنا ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود واما شرطیة منفصلة کقولنا العدد اما ان یکون زوجا او فردا فالجزء الاول من الحملیة یسمی موضوعا والثانی محمولا والجزء الاول من الشرطیة یسمی مقدما والثانی تالیا

ترجمہ: قضایا کی بحث۔ قضیہ وہ قول ہے جس کے کہنے والے کو اس میں سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ (اس کی متعدد قسمیں ہیں۔ جو یہ ہیں کہ) وہ یا تو حملیہ ہوگا جیسے ہمارا قول "زید کاتب ہے" اور یا شرطیہ متصلہ ہوگا۔ جیسے ہمارا قول "اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا" اور یا شرطیہ منفصلہ ہوگا جیسے ہمارا قول "عدد یا تو جفت ہوگا یا طاق" قضیہ حملیہ کے پہلے جزء کا نام موضوع اور دوسرے جزء کا نام محمول رکھا جاتا ہے۔ اور قضیہ شرطیہ کے پہلے جزء کا نام مقدم اور دوسرے کا نام تالی رکھا جاتا ہے۔

شرح: قضیہ کو تصدیق اور خبر بھی کہتے ہیں۔ جب کسی کلام کے بارے میں یہ احتمال ہو کہ اس کے کہنے والا سچا ہے یا جھوٹا یا یہ کلام سچ ہے یا جھوٹ تو ایسے کلام کو قضیہ اور خبر کہتے ہیں۔ اگر کسی دوسری وجہ سے اس کے صرف سچا ہونے یا صرف جھوٹا ہونے کا علم ہو جائے تب بھی وہ قضیہ رہے گا۔ جیسے زمین اوپر ہے۔ آسمان اوپر ہے۔ ان دونوں قضیوں میں سے پہلا قضیہ جھوٹا ہے اور دوسرا قضیہ سچا ہے۔ لیکن یہ علم دوسری وجہ سے ہوا ہے کہ انسان اس کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اگر کسی ایسے فرد کو خبر دی جائے جس نے آسمان اور

وزمین کا مشاہدہ نہیں کیا تو وہ اس کلام کو سچا یا جھوٹا سمجھے گا۔ اسلئے یہ کلام کہ "اللہ ایک ہے" بالکل سچا کلام ہے۔ لیکن اس کا سچا ہونا خارجی دلائل کی وجہ سے ہوا ہے۔ جس شخص نے ان دلائل پر غور نہیں کیا تو اس نے اس کلام کو جھوٹا سمجھا۔

کسی قضیہ میں اگر ایک چیز کو دوسری چیز کیلئے ثابت کیا جائے یا ایک چیز سے دوسری چیز کی نفی کی جائے تو وہ قضیہ حملیہ ہے۔ جیسے "زید کاتب ہے" اس میں کاتب کو زید کے لئے ثابت کیا گیا ہے یا "زید شاعر نہیں ہے" اس میں شاعر ہونے کی زید سے نفی کی گئی ہے۔ اس قضیہ کے پہلے جزء کو موضوع اور دوسرے جزء کو محمول کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں زید موضوع اور کاتب وشاعر محمول ہیں۔ اگر کسی قضیہ میں ایک چیز کے ثبوت یا نفی کی وجہ سے دوسری چیز کے ثبوت یا نفی کا حکم لگایا جائے تو وہ قضیہ شرطیہ متصلہ کہلاتا ہے جیسے اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا، یا اگر سورج طلوع نہیں ہوگا تو رات موجود ہوگی، یا اگر سورج طلوع ہوگا تو رات موجود نہیں ہوگی یا اگر سورج طلوع نہیں ہوگا تو دن موجود نہیں ہوگا۔ ان تمام قضیوں میں ایک چیز کی وجہ سے دوسری چیز پر حکم لگایا گیا ہے۔ یعنی دونوں چیزوں میں اتصال کو بیان کیا ہے کہ اگر پہلی چیز ہوگی تو دوسری چیز بھی ہوگی۔ اس قضیہ کے پہلے جزء کو مقدم اور دوسرے جزء کو تالی کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں "اگر سورج طلوع ہوگا" مقدم ہے اور "دن موجود ہوگا" تالی ہے اگر دو چیزوں کے درمیان جدائی و نفی کا حکم لگایا جائے تو وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جیسے عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت، دن موجود ہوگا یا رات، سورج طلوع ہوگا یا رات موجود ہوگی وغیرہ۔ ان قضایا میں دو چیزوں کے درمیان جدائی کا حکم لگایا گیا ہے یعنی ان دونوں میں منافات ہے دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ اس قضیہ کے

پہلے جزء کو بھی مقدم اور دوسرے جزء کو بھی تالی کہتے ہیں۔

والقضیۃ اما موجبۃ کقولنا زید کاتب واما سالبۃ کقولنا زید لیس بکاتب وکل واحد منہما اما مخصوصۃ کما ذکرنا واما کلیۃ مسورۃ کقولنا کل انسان کاتب ولا شئ من الانسان بکاتب واما جزئیۃ مسورۃ کقولنا بعض الانسان کاتب اما مہملۃ کقولنا الانسان کاتب والمتصلۃ اما اللزومیۃ کقولنا ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود واما اتفاقیۃ کقولنا ان کان الانسان ناطقا فالحمار ناھق

ترجمہ:۔ قضیہ یا تو موجبہ ہوگا۔ جیسے ہمارا قول "زید کاتب ہے" اور یا سالبہ ہوگا جیسے ہمارا قول "زید کاتب نہیں ہے" ان دونوں میں سے ہر ایک یا تو مخصوصہ ہوگا۔ جیسا کہ ہمارا ذکر کردہ قضیہ یا کلیہ محصورہ ہوگا۔ جیسے ہمارا قول "ہر انسان کاتب ہے" اور "کوئی انسان کاتب نہیں ہے" اور یا جزئیہ محصورہ ہوگا۔ جیسے ہمارا قول "بعض انسان کاتب ہیں" اور یا مہملہ ہوگا جیسے ہمارا قول "انسان کاتب ہے" قضیہ متصلہ یا تو لزومیہ ہوگا جیسے ہمارا قول "اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا" اور یا اتفاقیہ ہوگا۔ جیسے ہمارا قول "اگر انسان ناطق ہے تو گدھا ناہق ہے"

شرح:۔ اگر کسی قضیہ میں نسبت کے ثبوت کا حکم ہو تو وہ قضیہ موجبہ کہلاتا ہے۔ جیسے زید کاتب ہے ' اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا ' عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت۔ اگر نسبت کی نفی کا حکم ہو تو وہ قضیہ سالبہ کہلاتا ہے۔ جیسے زید کاتب نہیں ہے، یہ بات نہیں ہے کہ اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا، یہ بات نہیں ہے کہ عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت، واضح رہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی قضیہ میں اگر حرف سلب آگیا تو وہ سالبہ

ہو جائے گا بلکہ سالبہ اُسی وقت ہو گا جب اِس قضیہ کی نسبت کی نفی کی جائے۔ قضیہ حملیہ میں حمل کی نسبت کی نفی ہو گی، متصلہ میں اتصال کی اور منفصلہ میں انفصال کی نسبت کی نفی ہو گی۔ جیسے مذکورہ بالا مثالیں ہیں۔ صرف حرفِ سلب آنے سے قضیہ سالبہ نہیں بنے گا۔ جیسے غیر انسان غیر عالم ہے، اگر سورج طلوع نہیں ہے تورات موجود ہے عدد یا تو غیر طاق ہو گا یا غیر جفت، ان قضایا میں حرف سلب "غیر، نہیں" ہیں لیکن پھر بھی یہ قضایا موجبہ ہیں۔ کیونکہ نسبت کا ثبوت ہے۔

قضیہ حملیہ کی متعدد اقسام ہیں۔ اگر اس کا موضوع شخص معیّن ہو تو وہ قضیہ مخصوصہ و شخصیہ کہلاتا ہے۔ جیسے زید شاعر ہے، زید کاتب نہیں ہے۔ اگر حکم موضوع کے مفہوم پر ہو تو وہ قضیہ طبعیہ کہلاتا ہے۔ جیسے انسان ایک کلی ہے، حیوان جزئی نہیں ہے۔ زید ایک جزئی ہے۔ اگر موضوع کلی ہو اور حکم اس کے افراد پر ہو اور یہ بھی بیان کیا جائے کہ حکم بعض افراد پر ہے یا کل پر تو اسے قضیہ محصورہ کہتے ہیں۔ اسے مسوّرہ بھی کہتے ہیں۔ سور کے معنی ہیں فصیل۔ جس طرح شہر کی فصیل شہر پر محیط ہوتی ہے اسی طرح اس قضیہ میں بعض الفاظ اس کے افراد پر محیط ہوتے ہیں ان الفاظ کو بھی سور کہتے ہیں اس کی چار قسمیں ہیں۔ موجبہ کلیہ مثلاً ہر انسان ناطق ہے۔ سالبہ کلیہ مثلاً کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔ موجبہ جزئیہ مثلاً بعض حیوان انسان ہیں۔ اور سالبہ جزئیہ مثلاً بعض حیوان انسان نہیں ہیں۔ ان قضایا میں لفظ "ہر" "کوئی" اور "بعض" سور ہیں۔ اگر قضیہ میں افراد کی تعین کو بیان نہ کیا جائے تو وہ قضیہ مہملہ کہلاتا ہے۔ جیسے "انسان کاتب ہے"۔ اس میں معلوم نہیں کہ یہ حکم کل افراد پر ہے یا بعض افراد پر۔ قضیہ مہملہ، قضیہ جزئیہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

کیونکہ جب حکم ثابت کیا ہے تو اس کے ایک فرد پر تو حکم ضرور بالضرور ثابت ہوگا ورنہ قضیہ کاذب ہوگا۔

قضیہ شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں۔ لزومیہ اور اتفاقیہ، اگر دو چیزوں کے درمیان اتصال ذاتی ہو اور لازمی طور پر ایک چیز پر حکم لگنے کے ساتھ دوسری چیز پر بھی حکم لگے جیسے طلوعِ شمس اور وجود نہار، غروب شمس اور وجود لیل وغیرہ تو یہ قضیہ متصلہ لزومیہ ہوگا اور اگر اتصال ذاتی نہ ہو بلکہ اتفاقاً اتصال ہوگیا ہو تو وہ قضیہ متصلہ اتفاقیہ ہے۔ جیسے انسان کا ناطق ہونا اور گدھے کا ناہق ہونا۔ اب یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر انسان کو ناطق مانے تو گدھے کو ضرور بالضرور ناہق تسلیم کریں۔

والمنفصلة اما حقیقیة کقولنا العدد إما زوج اوفرد وهو مانعة الجمع والخلو معاً و إما مانعة الجمع فقط کقولنا إما ان یکون هذا الشیٔ حجرا او شجرا وإما مانعة الخلو فقط کقولنا إ ما ان یکون زید فی البحر و إما ان لایغرق وقد یکون المنفصلات ذات اجزاء کقولنا هذا العدد إما زائد او ناقص او مساو۔

ترجمہ:۔ قضیہ منفصلہ یا تو حقیقیہ ہوگا جیسے ہمارا قول کہ "عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت" اور یہ مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو دونوں ہے۔ اور یا صرف مانعۃ الجمع ہوگا جیسے ہمارا قول "یہ چیز درخت ہوگی یا پتھر" اور یا صرف مانعۃ الخلو ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ "یا تو زید سمندر میں ہوگا اور یا غرق نہیں ہوگا"۔ کبھی قضیہ منفصلہ کے کئی حصے ہوتے ہیں۔ جیسے ہمارا قول کہ "یہ عدد یا زائد ہوگا یا ناقص یا مساوی۔

شرح:۔ قضیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں۔ حقیقیہ، مانعۃ الجمع اور مانعۃ

الخلو: اگر دو چیزوں کے درمیان ایسی جدائی ہے کہ وہ دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی اور نہ ہی دونوں کسی جگہ سے خالی ہو سکتی ہیں۔ جیسے عدد کا طاق یا جفت ہونا۔ ایک عدد یا تو طاق ہو گا یا جفت۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ طاق بھی ہو اور جفت بھی اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ طاق و جفت دونوں نہ ہو یا جیسے دن رات، خیر و شر، جنت و دوزخ وغیرہ۔ اس قسم کے قضیہ کو حقیقیہ کہتے ہیں۔ یعنی اس میں حقیقت میں انفصال ہے۔ اگر دو چیزوں کے درمیان جدائی ایسی ہو کہ وہ دونوں جمع نہیں ہو سکتیں۔ یعنی کسی کے لئے دونوں ثابت نہیں ہو سکتیں۔ لیکن کسی سے دونوں کی نفی کرنا صحیح ہو جیسے درخت ہونا اور پتھر ہونا۔ اب ایک چیز اگر درخت ہے تو پتھر نہیں ہو سکتی لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ وہ درخت بھی نہ ہو اور پتھر بھی نہ ہو یا جیسے واجب اور حرام یا جیسے اسم و فعل یا ماضی و مستقبل وغیرہ چونکہ اس قضیہ میں صرف دونوں صفات کا جمع ہونا منع ہے۔ اس لئے اسے مانعۃ الجمع کہتے ہیں۔ اور اگر دو چیزوں یا صفات میں ایسی جدائی ہو کہ کسی چیز سے دونوں کی نفی کرنا صحیح نہ ہو ہاں وہ دونوں صفات کسی میں جمع ہو سکتی ہوں جیسے غیر شجر و غیر حجر۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی چیز غیر شجر و غیر حجر دونوں نہ ہوں۔ کیونکہ اس کا انجام تو یہی ہو گا کہ وہ شجر اور حجر دونوں ہوں، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز غیر شجر و غیر حجر دونوں ہوں مثلاً کتاب یہ غیر شجر بھی ہے اور غیر حجر بھی ہے۔ چونکہ اس قضیہ میں دونوں صفات کی نفی کرنا منع ہے۔ اس لئے اسے مانعۃ الخلو کہتے ہیں۔ دوسری مثال یہ کہ زید کا سمندر میں ہونا اور غرق نہ ہونا۔ اب ان دونوں صفات کی نفی کرنا صحیح نہیں ہے۔ یعنی یہ صحیح نہیں ہے کہ زید سمندر میں نہ ہو اور غرق ہو جائے کیونکہ غرق ہونا سمندر میں

ہوتا ہے۔ سمندر سے مراد پانی ہے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں صفات جمع ہوجائیں کہ زید سمندر میں ہو اور غرق نہ ہو یعنی کشتی میں ہو یا تیر رہا ہو یا جیسے فرض کفایہ یعنی ساری امت میں سے کوئی بھی ادا نہ کرے تو ساری امت گناہگار اور سب ادا کریں تو یہ جائز ہے یا جیسے انسانوں میں عبدیت اور نبوت یعنی تمام انسانوں میں کوئی بھی عبد نہ ہو اور نبی نہ ہو، یہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ عبد بھی ہو اور نبی بھی ہو جیسے انبیاء جو نبی بھی ہیں اور عبد بھی ہیں

قضیہ منفصلہ میں چیزوں وصفات کے درمیان جدائی کو بیان کیا جاتا ہے ضروری نہیں ہے کہ یہ جدائی صرف دو چیزوں کے درمیان بیان کی جائے بلکہ دو سے زیادہ چیزوں کے درمیان جدائی بیان ہو سکتی ہے۔ جیسے کلمہ یا تو اسم ہوگا یا فعل ہوگا یا حرف ہوگا۔ زمانہ ماضی ہوگا یا حال ہوگا یا مستقبل ہوگا۔ قضیہ حملیہ یا تو شخصیہ ہوگا یا طبعیہ ہوگا یا محصورہ ہوگا یا مہملہ ہوگا، عدد یا تو زائد ہوگا یا ناقص ہوگا یا مساوی ہوگا وغیرہ۔ عدد کو تقسیم کرنے والے اعداد کا مجموعہ اگر عدد سے کم ہو تو عدد زائد کہلاتا ہے اگر برابر ہو تو مساوی کہلاتا ہے اور اگر زائد ہو تو ناقص کہلاتا ہے۔ مثلاً چھ ایک عدد ہے۔ اس کو تقسیم کرنے والے اعداد ایک[۱]، دو[۲] اور تین[۳] ہیں۔ ان کا مجموعہ چھ ہے جو چھ کے برابر ہے اس لئے عدد چھ مساوی ہے۔ آٹھ کو تقسیم کرنے والے اعداد ایک دو اور چار ہیں ان کا مجموعہ سات ہے اس لئے عدد آٹھ زائد ہے۔ عدد بارہ کو تقسیم کرنے والے اعداد ایک، دو، تین چار اور چھ ہیں ان کا مجموعہ پندرہ ہے اس لئے عدد بارہ ناقص ہے / بعض حضرات نے زائد و ناقص کی تعریف اس کے برعکس کی ہے تو ان کے نزدیک عدد بارہ زائد اور عدد آٹھ ناقص ہے۔

واضح رہے کہ جب کسی چیز کی قسمیں بیان کی جاتی ہیں تو وہ حقیقت میں

شرطیہ منفصلہ ہوتا ہے۔ مثلاً اسم کی دو قسمیں ہیں معرب ومبنی۔ شرطیہ منفصلہ میں اسے اس طرح بیان کرینگے کہ اسم یا معرب ہوگا یا مبنی۔

التناقض وھو اختلاف القضیتین بالایجاب والسلب بحیث یقتضی لذاتہ ان یکون احدھما صادقۃ والاخری کاذبۃ کقولنا زید کاتب وزید لیس بکاتب ولا یتحقق ذلک الاختلاف فی المخصوصتین الا بعد اتفاقھما فی الموضوع والمحمول والزمان والمکان والاضافۃ والقوۃ والفعل والجزء والکل والشرط۔

ترجمہ:۔ تناقض یہ ہے کہ دو قضیوں موجبہ وسالبہ میں اس طرح اختلاف ہو کہ ہر ایک کا ذاتی طور پر یہ تقاضا ہو کہ ان میں سے ایک سچا ہو اور دوسرا جھوٹا۔ جیسے ہمارا یہ قول ہے کہ زید کاتب ہے اور زید کاتب نہیں ہے۔ یہ اختلاف دو قضیہ مخصوصہ میں اس وقت تک ثابت نہیں ہوگا۔ جب تک وہ دونوں متفق نہ ہوں موضوع، محمول زمانہ، مکان، اضافت، قوت وفعل، جزء کل اور شرط میں۔

شرح:۔ اگر دو قضیے ایسے ہوں کہ ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ اور یہ بھی ہو کہ اگر ان میں سے ایک کو سچا مانیں تو دوسرے کو جھوٹا تسلیم کرنا پڑے یعنی دونوں سچے نہیں ہو سکتے ہوں۔ قضیوں کے آپس کے اختلاف کو تناقض کہتے ہیں اور ہر قضیہ دوسرے کی نقیض کہلاتا ہے۔ جیسے زید شاعر ہے اور زید شاعر نہیں ہے۔ ان دونوں میں سے ضرور ایک سچا ہوگا اور دوسرا جھوٹا ہوگا۔ دو قضیہ مخصوصہ میں اسی وقت تناقض ثابت ہو سکتا ہے جب کہ وہ دونوں آٹھ چیزوں میں متحد ہوں۔ وہ آٹھ چیزیں یہ ہیں، موضوع، محمول، زمانہ، مکان، نسبت، جزء وکل، قوت وفعل اور شرط۔ اگر ان میں سے کسی ایک میں اتحاد

نہیں ہوگا تو تناقض نہیں ہوگا اور دونوں قضیے صادق ہو سکتے ہیں مثلاً زید میں شعر کہنے کی صلاحیت ہے اور زید فی الحال شاعر نہیں ہے۔ ان دونوں قضیوں میں بظاہر تناقض ہے کہ پہلے قضیہ میں زید کے لئے شاعر ہونا بیان کیا ہے اور دوسرے قضیہ میں نفی کی ہے۔ لیکن یہاں قوت وفعل میں اتحاد نہیں ہے اس لئے تناقض نہیں ہے کیونکہ پہلے قضیہ میں زید کے لئے شاعر ہونے کی صلاحیت کو بیان کیا گیا ہے اور دوسرے قضیہ میں اس کے فی الحال شاعر ہونے کی نفی کی گئی ہے اور ان دونوں میں کوئی منافات نہیں ہے یا جیسے زید عمر کا بیٹا ہے۔ زید بکر کا بیٹا نہیں ہے۔ اس میں تناقض نہیں ہے۔ کیونکہ اضافت یعنی نسبت میں اتحاد نہیں ہے۔ پہلے قضیہ میں عمر کی طرف نسبت ہے اور دوسرے قضیہ میں بکر کی طرف نسبت ہے۔ قوت سے مراد لیاقت، استعداد وصلاحیت اور فعل سے مراد فی الحال ہونا۔

فنقيض الموجبة الكلية انما هى السالبة الجزئية كقولنا كل انسان حيوان وبعض الانسان ليس بحيوان ونقيض السالبة الكلية انما هى الموجبة الجزئية كقولنا لا شئ من الانسان بحيوان وبعض الانسان حيوان والمحصورتان لا يتحقق التناقض بينهما الا بعد اختلافهما فى الكلية والجزئية لأن الكليتين قد تكذبان كقولنا كل انسان كاتب ولا شئ من الانسان بكاتب والجزئيتين قد تصدقان كقولنا بعض الانسان كاتب وبعض الانسان ليس بكاتب

ترجمہ:۔ پس موجبہ کلیہ کی نقیض صرف سالبہ جزئیہ ہے۔ جیسے ہمارا قول کہ ہر انسان حیوان ہے۔ اور بعض انسان حیوان نہیں ہیں۔ اور سالبہ کلیہ کی نقیض صرف موجبہ جزئیہ ہے۔ جیسے ہمارا قول کہ کوئی انسان حیوان نہیں

ہے۔ اور بعض انسان حیوان ہیں۔ دو قضیہ محصورہ میں تناقض اس وقت تک ثابت نہیں ہوگا جب تک کہ وہ کلی و جزئی ہونے میں مختلف نہ ہوں۔ کیونکہ ایسے دو قضایا جو کلی ہوں کبھی کاذب ہوتے ہیں جیسے ہمارا قول کہ ہر انسان کاتب ہے اور کوئی انسان کاتب نہیں ہے اور ایسے دو قضیے جو جزئی ہوں کبھی صادق ہوتے ہیں جیسے ہمارا قول کہ بعض انسان کاتب ہیں۔ اور بعض انسان کاتب نہیں ہیں۔

شرح: قضیہ محصورہ میں حکم افراد پر ہوتا ہے اگر کسی قضیہ میں حکم کل افراد کے لئے ثابت کیا گیا ہے تو اس کی مخالفت کے لئے اتنا کافی ہے کہ بعض افراد سے اس حکم کی نفی کر دی جائے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ "ہر انسان کاتب ہے" تو اس کے سچے ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے تمام افراد کاتب ہوں اگر ایک فرد بھی کاتب نہیں ہوگا تو پہلا قول کاذب ہو جائے گا۔ اس لئے اگر کوئی اس کے مقابلے کہہ دے کہ "بعض افراد کاتب نہیں ہیں" تو اس کا یہ قول پہلے قول کا مخالف ہوگا اور دونوں اقوال صادق یا کاذب نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اگر حکم بعض افراد کے لئے ثابت کیا گیا ہے یا بعض سے نفی کی گئی ہے تو اس کی مخالفت کے لئے ضروری ہے کہ تمام افراد سے حکم کی نفی کریں یا حکم کو ثابت کریں۔ اس لئے کہ اگر بعض افراد کی مخالفت بعض افراد سے کی گئی تو تناقض ثابت نہیں ہوگا۔ اور دونوں قضیے صادق ہوں گے۔ جیسے بعض حیوان انسان ہیں اور بعض حیوان انسان نہیں ہیں۔ یہ دونوں قضیے صادق ہیں۔ حالانکہ تناقض کے لئے ضروری ہے کہ ایک صادق ہو اور دوسرا کاذب۔ اس لئے محصورہ میں تناقض کے لئے یہ اصول ہوا کہ آٹھ چیزوں میں وحدت کے ساتھ کلی و جزئی ہونے میں اختلاف ہو۔ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوگی اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوگی اسی سے یہ معلوم ہوا کہ سالبہ جزئیہ کی نقیض موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کی

نقیض سالبہ کلیہ ہوگی۔

العکس ھو تصییر الموضوع محمولا والمحمول موضوعا مع بقاء الایجاب والسلب والصدق والکذب بحالہ والموجبۃ الکلیۃ لاتنعکس کلیۃ اذ یصدق قولنا کل انسان حیوان ولا یصدق کل حیوان انسان بل تنعکس جزئیۃ لانا اذا قلنا کل انسان حیوان یصدق قولنا بعض الحیوان انسان فانا نجد الموضوع موصوفا بالانسان والحیوان فیکون بعض الحیوان انسانا والموجبۃ الجزئیۃ تنعکس جزئیۃ بھذہ الحجۃ ایضا

ترجمہ: (مناطقہ کی اصطلاح میں) عکس یہ ہے کہ قضیہ کے موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع کرنا لیکن قضیہ کا موجبہ وسالبہ ہونا اور صادق وکاذب ہونا اپنے حال پر باقی رہے۔ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آتا۔ اس لئے کہ ہمارا یہ قول کہ "ہر انسان حیوان ہے" صادق ہے لیکن "ہر حیوان انسان ہے" صادق نہیں بلکہ اس کا عکس موجبہ جزئیہ آئے گا۔ کیونکہ جب ہم کہتے ہیں کہ "ہر انسان حیوان ہے"، تو ہمارا یہ کہنا صادق ہے کہ "بعض حیوان انسان ہیں"؛ اس لئے کہ ہم کسی موضوع کو انسان وحیوان کے ساتھ (یکے بعد دیگرے) متصف پاتے ہیں۔ (یعنی ایک چیز انسان بھی ہے اور حیوان بھی) تو لازمی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض حیوان انسان ہوں اور موجبہ جزئیہ کا عکس بھی اسی دلیل کی وجہ سے موجبہ جزئیہ ہی آئے گا۔

تشریح: عکس کے معنی الٹنا ہیں۔ لیکن مناطقہ کی اصطلاح میں یہ ایک خاص مفہوم ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کسی قضیہ کو الٹ دینا اور اس کو الٹ دینا اس طرح ہوگا کہ اس قضیہ کے موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع کر دیا جائے

لیکن اس میں دو شرطیں ہیں. پہلی شرط یہ ہے کہ اگر قضیہ موجبہ ہے تو اس کا عکس بھی موجبہ ہو اور اگر قضیہ سالبہ ہے تو عکس بھی سالبہ ہو. دوسری شرط یہ ہے کہ اگر قضیہ صادق ہے تو اس کا عکس بھی صادق ہو اور اگر قضیہ کاذب ہے تو اس کا عکس بھی کاذب ہو۔ ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ اصول نکلا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آئے گا۔ کیونکہ اس کی بعض صورتوں میں پہلی شرط مفقود ہو جاتی ہے. مثلاً قضیہ ہے کہ "ہر انسان حیوان ہے"، اب اگر اس کا عکس کلیہ نکالیں اور کہیں کہ "ہر حیوان انسان ہے"، تو یہ کاذب ہے. حالانکہ شرط یہ ہے کہ دونوں صادق یا دونوں کاذب ہوں. اس لئے ثابت ہوا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آئے گا۔ اگر بعض صورتوں میں شرائط کے مطابق آ بھی جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہے. اس لئے کہ قانون کلی ہوتا ہے. اس میں استثناء نہیں ہوتا ہے۔

موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آئے گا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر ہم کوئی ایک موضوع فرض کریں اور اسے دو صفات کے ساتھ متصف کریں تو لازمی طور پہ یہ دونوں صفات ایک دوسرے کے لئے بھی ثابت ہوں گی. مثلاً ہم کہیں کہ ج انسان ہے اور ج حیوان ہے۔ یہاں ہم نے ج کو موضوع فرض کیا ہے۔ اور اس کے لئے دو صفات ثابت کیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ انسان حیوان ہے اور حیوان انسان ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے ثابت نہیں ہوں گے تو ایک موضوع کے لئے دونوں صفات بھی نہیں بن سکتے۔ چونکہ دونوں ایک موضوع کی صفات ہیں۔ اس لئے کم از کم یہ دونوں ایک دوسرے کے بعض افراد کے لئے ثابت ہوں گے اور یہ کہنا صحیح ہو گا کہ بعض حیوان انسان ہیں اور بعض انسان حیوان ہیں۔ یہ دلیل افتراض کہلاتی ہے۔ اس دلیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے۔ کیونکہ موجبہ کلیہ میں ایک

صفت دوسری صفت کے کل افراد کیلئے ثابت ہوتی ہے ۔ مثلاً "ہر انسان حیوان ہے" یا میں حیوان ہونا انسان کے تمام افراد کیلئے ثابت ہے تو لازمی طور پر انسان ہونا حیوان کے بعض افراد کیلئے ضرور ثابت ہوگا اور یہ کہنا صحیح ہوگا کہ بعض حیوان انسان ہیں ۔ اسی دلیل پر اگر غور کیا جائے تو یہ بات بھی ثابت ہو جائے گی کہ موجبہ جزئیہ کا عکس بھی موجبہ جزئیہ آئے گا کیونکہ جب ایک صفت دوسری صفت کے بعض افراد کے لیے ثابت ہے تو لازمی طور پر دوسری صفت پہلی صفت کے بعض افراد کے لیے ثابت ہوگی اور یہ کہنا صحیح ہوگا کہ بعض حیوان سفید اور بعض سفید حیوان ہیں ۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی صورت میں دوسری صفت پہلی صفت کے کل افراد کے لئے ثابت ہو جیسے بعض حیوان انسان ہیں اور کل انسان حیوان ہیں ۔ لیکن چونکہ یہ بات اصل قضیہ سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ قضیہ موجبہ جزئیہ سے اتنی بات ثابت ہوتی ہے ۔ کہ دونوں صفات ایک دوسرے کے بعض افراد کے لئے ثابت ہیں ۔ اس لئے قانون یہ بنا کہ موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے ۔

والسالبة الكلية تنعكس كلية وذلك بين بنفسه فانه اذا صدق لا شئ من الانسان بحجر يصدق لا شئ من الحجر بانسان والسالبة الجزئية لا تنعكس لزوما لانه يصدق بعض الحيوان ليس بانسان ولا يصدق عكسه

ترجمہ :۔ سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے اور یہ خود بخود واضح ہے ۔ کیونکہ جب یہ قول کہ "کوئی انسان پتھر نہیں ہے" صادق ہوگا تو یہ قول کہ "کوئی پتھر انسان نہیں ہے" بھی صادق ہوگا ۔ اور سالبہ جزئیہ کا عکس لازمی طور پر نہیں آتا ۔ اس لئے کہ یہ قول کہ "بعض حیوان انسان نہیں ہیں" صادق ہے لیکن اس کا عکس (یعنی بعض انسان حیوان نہیں ہیں) صادق نہیں ہے ۔

شرح :۔ سالبہ کلیہ میں ایک صفت کی دوسری صفت کے کل افراد سے سے نفی کردی جاتی ہے یعنی وہ صفت کسی بھی فرد کے لئے ثابت نہیں ہے تو لازمی طور پر دوسری صفت بھی پہلی صفت کے کسی بھی فرد کے لئے ثابت نہیں ہوگی اور یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے خود بخود واضح ہے۔ سالبہ جزئیہ کا عکس تمام صورتوں میں شرائط کے مطابق نہیں ہوتا۔ مثلاً بعض حیوان انسان نہیں ہیں۔ اس کا عکس اگر نکالیں تو یہ نکلے گا کہ "بعض انسان حیوان نہیں ہیں" اور یہ کاذب ہے۔ جبکہ اس کی اصل صادق ہے۔ بعض صورتوں میں عکس صحیح نکل آتا ہے۔ مثلاً بعض حیوان سفید نہیں ہیں اور بعض سفید حیوان نہیں ہیں۔ لیکن قانون کلی ہوتا ہے اس لئے یہ قانون بنا کر سالبہ جزئیہ کا عکس لازمی طور پر نہیں آتا۔

القیاس قول مؤلف من اقوال متی سلمت لزم عنہا لذاتہا قول اٰخر وھو اما اقترانی کقولنا کل جسم مرکب وکل مرکب محدث واما استثنائی کقولنا ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود ولکن النہار لیس بموجود فالشمس لیست بطالعۃ

ترجمہ ، قیاس وہ قول ہے جو ایسے اقوال سے مرکب ہوتا ہے کہ اگر ان اقوال کو تسلیم کر لیا جائے تو صرف اُن اقوال کی وجہ سے ایک اور قول لازم آئے۔ قیاس یا تو اقترانی ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ ہر جسم مرکب ہے اور ہر مرکب حادث (نو پیدا) ہے۔ پس ہر جسم حادث ہے یا استثنائی ہوگا جیسے ہمارا قول کہ اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا لیکن دن موجود نہیں ہے پس سورج طلوع نہیں ہوا

شرح :۔ منطق کا موضوع وہ معلوم تصورات اور معلوم تصدیقات ہیں

جن سے نہ جانے ہوئے تصور اور نہ جانی ہوئی تصدیق کا علم حاصل ہو۔
معلوم تصورات کو معرّف اور قولِ شارح کہتے ہیں۔ اس کا بیان پہلے گزر گیا
اور معلوم تصدیقات کو حجّت و دلیل کہتے ہیں۔ مصنفؒ اب اسی کو بیان کر
رہے ہیں۔ قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنا ہیں۔ اسی سے مقیاس نکلا ہے
جسے پیمانہ کہتے ہیں۔ اگر چند قضایا کے ذریعہ ایک اور قضیہ کا علم حاصل کیا
جائے تو اصطلاح میں اسے قیاس کہتے ہیں۔ مثلاً ہمیں معلوم ہے کہ ہر جسم مرکب
ہے۔ یعنی کئی چیزیں مل کر بنا ہے جنہیں عناصر کہتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہے
کہ جو چیز مرکب ہو وہ پہلے سے موجود نہیں ہوتی۔ بلکہ پہلے اس کے اجزاء کا وجود
ہوتا ہے پھر ان اجزاء سے مل کر وہ چیز مرکب ہوتی ہے۔ یعنی مرکب کا وجود
ہمیشہ سے نہیں ہے بلکہ بعد میں ہوا ہے۔ اصطلاح میں اسے حادث کہتے ہیں
یعنی ہر مرکب چیز حادث ہوتی ہے۔

جب ہم نے اپنی دونوں معلومات کو جمع کیا تو ہمیں مزید علم ہوا کہ ہر
جسم حادث ہے۔ اِس قیاس کو اقترانی کہتے ہیں۔ اِس قیاس میں ہم نے دو قضیہ
حملیہ کو ترتیب دیا۔ اور اس سے نیا قضیہ حاصل ہوا۔ یہ نیا قضیہ قیاس کا نتیجہ
کہلاتا ہے۔ قیاس کی ایک دوسری قسم ہے۔ جسے استثنائی کہتے ہیں۔ مثلاً ہمیں
معلوم ہے کہ اگر سورج طلوع ہوگا تو دِن موجود ہوگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سورج
طلوع ہوگیا ہے تو لازمی طور پر ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ دن موجود ہے۔ اس
قیاس کو اس طرح ترتیب دیتے ہیں اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا
لیکن سورج طلوع ہوگیا پس دن موجود ہے۔ اِس قیاس میں ایک قضیہ شرطیہ اور
دوسرا حملیہ ہوتا ہے۔ اور حرف استثناء بھی ہوتا ہے اسی لئے اسے استثنائی
بھی کہتے ہیں۔

والمکرر بین مقدمتی القیاس فصاعدا یسمی حدا اوسط وموضوع المطلوب یسمی حدا اصغر ومحموله یسمی حدا اکبر والمقدمة التی فیها الاصغر یسمی صغرٰی والتی فیها الاکبر یسمی الکبرٰی وهیأة التالیف من الصغرٰی والکبرٰی یسمی شکلا

ترجمہ: قیاس کے دو یا زیادہ مقدموں کے درمیان جو چیز مکرر ہوتی ہے اسے حدِ اوسط کہتے ہیں اور نتیجہ کے موضوع کو اصغر اور اس کے محمول کو اکبر کہتے ہیں۔ قیاس کا وہ مقدمہ جس میں اصغر ہو اس کا نام صغرٰی رکھا جاتا ہے اور جس مقدمہ میں اکبر ہو اس کا نام کبرٰی رکھا جاتا ہے۔ صغرٰی اور کبرٰی کو ملانے سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے اس کا نام شکل رکھا جاتا ہے

شرح:۔ قیاس میں جو قضایا پہلے سے معلوم ہوتے ہیں اور انہیں ترتیب دیتے ہیں انہیں مقدمہ کہتے ہیں اور جس قضیہ کا علم ان مقدمات سے حاصل ہوتا ہے۔ اسے نتیجہ کہتے ہیں۔ نتیجہ کے موضوع کو اصغر اور اس کے محمول کو اکبر کہتے ہیں۔ جس مقدمہ میں اصغر ہوتا ہے اسے صغرٰی کہتے ہیں اور جس مقدمہ میں اکبر کا ذکر ہوتا ہے اسے کبرٰی کہتے ہیں۔ مثلاً ہر جسم مرکب ہے اور ہر مرکب حادث ہے۔ پس ہر جسم حادث ہے۔ یہ قیاس اقترانی ہے اس میں پہلے دو قضیے مقدمہ اور تیسرا قضیہ نتیجہ ہے۔ نتیجہ کا موضوع جسم ہے اور اس کا نام اصغر ہے نتیجہ کا محمول "حادث" ہے اور اس کا نام اکبر ہے۔ اصغر کا ذکر پہلے مقدمہ میں ہے تو اس کا نام صغرٰی ہے اور اکبر کا ذکر دوسرے مقدمہ ہے تو اس کا نام کبرٰی ہے۔ صغرٰی وکبرٰی کو ملانے سے جو صورت حاصل ہوتی اسے شکل کہتے ہیں۔

والاشکال اربعة لان حد الاوسط ان کان محمولا فی الصغرٰی

وموضوعا فی الکبریٰ فهو الشکل الاول وان کان محمولا فیهما فهو الشکل الثانی وان کان موضوعا فیهما فهو الشکل الثالث وان کان موضوعا فی الصغریٰ ومحمولا فی الکبریٰ فهو الشکل الرابع والثانی یرتد الی الاول بعکس الکبریٰ والثالث یرتد الیه بعکس الصغریٰ والرابع یرتد الیه بعکس الترتیب وبعکس المقدمتین وبدیهی الانتاج هو الاول والذی له عقل سلیم وطبع مستقیم لا یحتاج الی رد الثانی الی الاول

ترجمہ:۔ اشکال کی چار قسمیں ہیں۔ حد اوسط اگر صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو تو یہ شکل اوّل ہے اور اگر دونوں میں محمول ہو تو وہ شکل ثانی ہے۔ اور اگر دونوں میں موضوع ہو تو وہ شکل ثالث ہے اور اگر صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو تو وہ شکل رابع ہے۔ شکل ثانی کے کبریٰ کو عکس کرنے سے شکل ثانی شکل اول ہو جاتی ہے۔ اور تیسری شکل صغریٰ کے عکس کرنے سے پہلی شکل ہو جاتی ہے۔ اور چوتھی شکل کی ترتیب اُلٹنے سے یا دونوں مقدموں کا عکس کرنے سے وہ پہلی شکل بن جاتی ہے ان اشکال میں سے جس کا نتیجہ بدیہی ہے وہ پہلی شکل ہے۔ اور جس شخص کی عقل سلیم اور طبیعت مستقیم ہو تو اسے اس کی ضرورت نہیں ہوتی کہ شکل ثانی کو شکل اول بنائے

شرح:۔ قیاس میں حد اوسط کے مقام کے بدلنے سے مختلف صورتیں حاصل ہوتی ہیں اور انہیں شکل کہتے ہیں۔ یہ کل چار ہیں۔ اس لئے کہ حد اوسط کو مختلف مقامات میں رکھنے کی صرف چار ہی صورتیں ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ قیاس میں کم از کم دو مقدمے ہوتے ہیں یعنی صغریٰ و کبریٰ۔ اگر حد اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو تو یہ شکل اول کہلاتی ہے۔ جیسے ہر جسم

مرکب ہے اور ہر مرکب حادث ہے، پس ہر جسم حادث ہے۔ اس قیاس میں حداوسط "مرکب" ہے۔ اگر حداوسط دونوں میں محمول ہو تو یہ شکل ثانی ہے جیسے ہر انسان حیوان ہے اور کوئی پتھر حیوان نہیں ہے۔ پس کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔ اس قیاس میں حداوسط "حیوان" ہے۔ اگر حداوسط دونوں میں موضوع ہو تو وہ شکل ثالث ہے۔ جیسے ہر انسان حیوان ہے اور ہر انسان ناطق ہے۔ پس بعض حیوان ناطق ہیں۔ اس قیاس میں حداوسط انسان ہے۔ اگر حدِ اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو تو وہ شکل رابع ہے۔ جیسے ہر انسان حساس ہے اور ہر ناطق انسان ہے۔ پس بعض حساس ناطق ہیں۔ اس قیاس میں حداوسط انسان ہے۔ ان اشکال اربعہ میں سے پہلی شکل کا نتیجہ بدیہی ہوتا ہے۔ یعنی اس سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے اسے ہر انسان تسلیم کر لیتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ دینے کے عمل پر کوئی اشکال نہیں ہوتا۔ اسی لئے پہلی شکل کو مدار و معیار بنایا گیا ہے اور اگر دوسری اشکال کے نتیجوں پر کوئی اعتراض ہوتا ہے تو ان اشکال کو پہلی شکل کے مطابق کر کے اس کے نتیجہ کی جانچ پڑتال کرتے ہیں اس لئے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ دوسری اشکال کو پہلی شکل کے مطابق کس طرح کیا جاتا ہے چونکہ دوسری شکل میں حداوسط دونوں میں محمول ہوتی ہے اور شکل اول کے صغریٰ میں محمول ہے تو پہلی اور دوسری شکل کے صغریٰ مطابق ہوتے ہیں۔ لیکن کبریٰ میں فرق ہے۔ اس لئے اگر کبریٰ کا عکس کر دیں تو وہ پہلی کے کبریٰ کے مطابق ہو جائے گا مثلاً مذکورہ بالا مثالوں میں سے دوسری شکل کا کبریٰ "کوئی پتھر حیوان نہیں ہے" ہے۔ اس کا عکس کیا تو حاصل ہوا "کوئی حیوان پتھر نہیں ہے"۔ اسے صغریٰ کے ساتھ ملایا تو یہ بنا کہ ہر انسان

حیوان ہے اور کوئی حیوان پتھر نہیں ہے۔ پس کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔

شکل ثالث کا صغریٰ پہلی شکل کے صغریٰ کے مخالف ہوتا ہے۔ اگر اس کا عکس کر دیا جائے تو پہلی شکل بن جائے گی۔ کیونکہ دونوں کا کبریٰ موافق ہوتا ہے۔ مثلاً مندرجہ بالا امثال میں صغریٰ ہے کہ "ہر انسان حیوان ہے" اس کا عکس کیا تو حاصل ہوا کہ بعض حیوان انسان ہیں۔ اس کے ساتھ کبریٰ ملایا اور کہا کہ بعض حیوان انسان ہیں۔ اور ہر انسان ناطق ہے پس بعض حیوان ناطق ہیں۔ یہ نتیجہ شکل ثالث کے نتیجہ کے موافق ہے۔

شکل رابع کے صغریٰ و کبریٰ دونوں پہلی شکل کے مخالف ہوتے ہیں اس لئے شکل رابع کو پہلی شکل کے مطابق کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ صغریٰ کو کبریٰ اور کبریٰ کو صغریٰ کر دیں۔ یعنی ترتیب بدل دیں۔ جیسے ہر ناطق انسان ہے اور ہر انسان حساس ہے، پس ہر ناطق حساس ہے۔ اس کے نتیجہ کا عکس کیا تو حاصل ہوا "بعض حساس ناطق ہیں" یہی نتیجہ شکل رابع کا بھی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہر مقدمہ کا عکس کریں۔ مثلاً بعض حساس انسان ہیں۔ اور بعض انسان ناطق ہیں۔ اس میں انسان حد اوسط ہے اور یہ پہلی شکل بن گئی ہے۔

شکل ثانی صغریٰ میں پہلی شکل کے مطابق اور کبریٰ میں مخالف ہوتی ہے۔ اور اس کا اختلاف کم ہے اس لئے اس شکل کا نتیجہ بھی طالب دلیل و پڑتال کے قابل نہیں ہوتا۔ بلکہ جس کے مزاج میں اعتدال ہو، زیادہ شکوک و شبہات میں مبتلا نہ ہوتا ہو۔ بلکہ ہر بات کی تہہ تک پہنچ جاتا ہو تو اسے اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی کہ شکل ثانی کے نتیجہ کی پڑتال کرے۔

وانما ینتج الثانی عند اختلاف مقدمتیہ بالایجاب

والسلب وكلية الكبرى والشكل الاول هو الذى جعل معيار العلوم فنورده ههنا ليجعل دستوراً و ميزاناً لتيتج منه المطالب كلها وشرط انتاجها ايجاب الصغرى وكلية الكبرى وضروبه المنتجة اربعة الضرب الاوّل كل جسم مؤلف وكل مؤلف محدث فكل جسم محدث والثانى كل جسم مؤلف ولا شئ من المؤلف بقديم فلا شئ من الجسم بقديم والثالث بعض الجسم مولف وكل مؤلف محدث فبعض الجسم محدث والرابع بعض الجسم مولف ولا شئ من المؤلف بقديم فبعض الجسم ليس بقديم

ترجمہ:۔ شکل ثانی اس وقت نتیجہ دیتی ہے۔ جب اس کے دونوں مقدمے موجبہ وسالبہ ہونے میں مختلف ہوں اور کبریٰ کلیہ ہو۔ شکل اوّل کو علوم کے لئے معیار بنایا گیا ہے۔ اس لئے ہم اسے یہاں پیش کریں گے تاکہ اسے دستور و میزان مقرر کر لیا جائے کہ اس سے تمام نتائج حاصل ہوں۔ اس کے نتیجہ دینے کی شرط یہ ہے کہ صغریٰ موجبہ ہو اور کبریٰ کلیہ ہو اس کے نتیجہ دینے والی ضروب چار ہیں۔ پہلی ضرب جیسے ہر جسم مرکب ہے اور ہر مرکب حادث ہے۔ پس ہر جسم حادث ہے۔ دوسری ضرب جیسے ہر جسم مرکب ہے اور کوئی مرکب قدیم نہیں ہے۔ پس کوئی جسم قدیم نہیں ہے۔ تیسری ضرب جیسے بعض جسم مرکب ہیں اور ہر مرکب حادث ہے پس بعض جسم حادث ہیں چوتھی ضرب جیسے بعض جسم مرکب ہیں اور کوئی مرکب قدیم نہیں ہے۔ پس بعض جسم قدیم نہیں ہیں۔

شرح:۔ ان اشکال کے نتیجہ دینے کی کچھ شرائط ہیں۔ مصنف نے دو شکلوں کی شرائط بیان کی ہیں۔ اس لئے کہ یہی دو زیادہ استعمال ہوتی ہیں۔ ان میں سے

پہلی شکل ایسی ہے کہ اس کا نتیجہ بدیہی ہوتا ہے اس لئے وہ بقیہ دوسری شکلوں کے لئے معیار و دستور ہے۔ ان شکلوں کے نتائج کو پہلی شکل کے ذریعہ پرکھا جاتا ہے پہلی شکل کی یہ خاصیت بھی ہے کہ اس کا نتیجہ محصورات اربعہ کے چاروں قضیہ کی صورتوں میں آتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہر قیاس کے کم از کم دو مقدمے یعنی صغریٰ و کبریٰ ہوتے ہیں۔ صغریٰ محصوراتِ اربعہ میں سے کوئی ایک ہو سکتا ہے اسی طرح کبریٰ بھی۔ تو اگر چار کو چار سے ضرب دیں تو سولہ صورتیں حاصل ہوں گی۔ ان صورتوں کو ضرب کہتے ہیں۔ ہر شکل کی سولہ ضروب ہوتی ہیں۔ اس کا نقشہ یہ ہے۔

صغریٰ / کبریٰ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ
موجبہ کلیہ	۱	۵	۹	۱۳
موجبہ جزئیہ	۲	۶	۱۰	۱۴
سالبہ کلیہ	۳	۷	۱۱	۱۵
سالبہ جزئیہ	۴	۸	۱۲	۱۶

شکل اوّل کے لئے نتیجہ دینے کی دو شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ صغریٰ موجبہ ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ کبریٰ کلیہ ہو۔ پہلی شرط کی وجہ سے ضرب نمبر ۳، ۴، ۷، ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۵ اور ۱۶ ساقط ہو گئیں اور دوسری شرط کی وجہ سے آٹھ ضربیں ساقط ہوتی ہیں۔ ان میں سے چار پہلے ہی ساقط ہو چکی ہیں اور آٹھ میں سے بقیہ چار ضربیں نمبر ۵، ۶، ۱۳ اور ۱۴ ہیں۔ اب صرف چار ضروب یعنی ۱، ۲، ۹ اور ۱۰ نمبر باقی بچیں۔ یہ ضروب منتجہ ہیں ان کی مثالیں ترجمہ میں گزر گئیں۔

دوسری شکل کیلئے بھی دو شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ صغریٰ و کبریٰ میں سے ایک موجبہ ہو اور دوسرا سالبہ، دوسری شرط یہ ہے کہ کبریٰ کلیہ ہو۔ پہلی شرط کی وجہ

سے ضرب نمبر ۱، ۲، ۵، ۶، ۱۱، ۱۲، ۱۵ اور ۱۶ ساقط ہوگئیں اور دوسری شرط کی وجہ سے مزید چار ضربیں یعنی ضرب نمبر ۷، ۸، ۱۳ اور ۱۴ بھی ساقط ہوگئیں۔ صرف چار ضروب ۳، ۴، ۹ اور ۱۰ باقی بچیں۔ یہ منتجہ ہیں۔ مثالیں درج ذیل ہیں

۱۔ ہر انسان حیوان ہے اور کوئی پتھر حیوان نہیں ہے۔ پس کوئی انسان پتھر نہیں ہے

۲۔ کوئی پتھر انسان نہیں ہے اور ہر ناطق انسان ہے۔ پس کوئی پتھر ناطق نہیں ہے۔

۳۔ بعض حیوان انسان ہیں اور کوئی پتھر انسان نہیں ہے۔ پس بعض حیوان پتھر نہیں ہیں۔

۴۔ بعض حیوان انسان نہیں ہیں۔ اور ہر ناطق انسان ہے۔ پس بعض حیوان ناطق نہیں ہیں۔ اس شکل کے چاروں نتائج سالبہ حاصل ہوں گے۔

والقیاس الاقترانی اما من حملیتین کما مرو اما من متصلتین کقولنا ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود وکلما کان النهار موجودا فالارض مضیئة ینتج ان کانت الشمس طالعة فالارض مضیئة واما من منفصلتین کقولنا کل عدد اما فرد او زوج وکل زوج فهو اما زوج الزوج او زوج الفرد ینتج کل عدد فهو اما فرد او زوج الزوج او زوج الفرد واما من حملیة ومتصلة کقولنا کلما کان هذا انسانا فهو حیوان وکل حیوان فهو جسم ینتج کلما کان هذا انسانا فهو جسم واما من حملیة ومنفصلة کقولنا کل عدد اما فرد او زوج وکل زوج فهو منقسم بمتساویین واما من متصلة ومنفصلة کقولنا کلما کان هذا انسانا فهو حیوان وکل حیوان فهو اما ابیض او اسود ینتج کلما کان هذا انسانا فهو اما أبیض أو أسود

ترجمہ: قیاس اقترانی یا تو دو حملیوں سے مرکب ہوگا۔ جیسا کہ اس

کی مثالیں گزریں، یا دو متصلہ سے مرکب ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا اور جب بھی دن موجود ہوگا تو زمین روشن ہوگی نتیجہ آئے گا کہ اگر سورج طلوع ہوگا تو زمین روشن ہوگی اور یا دو منفصلہ سے سے مرکب ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ ہر عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت اور ہر جفت یا تو جفت کا جفت ہوگا یا طاق کا جفت ہوگا۔ نتیجہ آئے گا کہ ہر عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت کا جفت ہوگا یا طاق کا جفت ہوگا۔ اور یا حملیہ اور متصلہ سے مرکب ہو گا۔ جیسے ہمارا قول کہ جب بھی یہ انسان ہوگا تو حیوان ہوگا اور ہر حیوان جسم ہے نتیجہ آئے گا کہ جب بھی یہ انسان ہوگا تو جسم ہوگا۔ اور یا حملیہ و منفصلہ سے مرکب ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ ہر عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت اور ہر جفت دو برابر حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ نتیجہ آئے گا کہ ہر عدد یا تو طاق ہوگا یا دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگا۔ اور یا متصلہ و منفصلہ سے مرکب ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ جب بھی یہ انسان ہوگا تو حیوان ہوگا۔ اور ہر حیوان یا تو سفید ہوگا یا کالا ہوگا۔ نتیجہ آئے گا کہ جب بھی یہ انسان ہوگا تو وہ یا تو سفید ہوگا یا کالا ہوگا۔

مشرح: قیاس اقترانی کے کم از کم دو مقدمے ہوتے ہیں، صغریٰ و کبریٰ اور قضایا کی تین قسمیں ہیں۔ حملیہ، متصلہ اور منفصلہ۔ تینوں قضیے صغریٰ و کبریٰ اشتراک و اختلاف کے ساتھ بن سکتے ہیں تو اگر تین کو تین سے ضرب دیں تو نو صورتیں حاصل ہوتی ہیں۔ نقشہ درج ذیل ہے

صغریٰ / کبریٰ	حملیہ	متصلہ	منفصلہ
حملیہ	۱	۲	۳
متصلہ	۴	۵	۶
منفصلہ	۷	۸	۹

مصنف رحمہ اللہ نے ان میں سے چھ صورتیں یعنی ۱، ۴، ۵، ۶، ۷، اور ۹ نمبر کی مثالیں ذکر کی ہیں اور مثالیں خود واضح ہیں۔ جفت کے جفت سے مراد ایسا جفت جس کا نصف بھی جفت ہو جیسے ۴ اور ۸ وغیرہ اور طاق کے جفت سے مراد ایسا جفت جس کا نصف طاق ہو جیسے ۶ کہ اس کا نصف ۳ ہے اور ۶ جفت ہے جب کہ ۳ طاق ہے۔ بقیہ صورتوں کی مثالیں یہ ہیں صورت نمبر ۲ یعنی صغریٰ حملیہ اور کبریٰ متصلہ ہو جیسے یہ جفت ہے اور جب یہ جفت ہوگا تو دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگا۔ نتیجہ آئے گا کہ یہ دو برابر حصّوں میں تقسیم ہوگا۔ صورت نمبر ۳ یعنی صغریٰ حملیہ اور کبریٰ منفصلہ ہو جیسے ایک عدد ہے اور ہر عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت، نتیجہ آئے گا کہ یہ یا تو طاق ہوگا یا جفت۔ صورت نمبر ۸ یعنی صغریٰ منفصلہ اور کبریٰ متصلہ ہو۔ جیسے ہر عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت اور جب یہ جفت ہوگا تو دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگا۔ نتیجہ آئے گا کہ ہر عدد یا تو طاق ہوگا یا دو برابر حصّوں میں تقسیم ہوگا۔

وأما القياس الاستثنائي فالشرطية الموضوعة فيه ان كانت متصلة فاستثناء المقدم ينتج عين التالي كقولنا ان كان هذا انسانا فهو حيوان لكنه انسان فيكون حيوانا واستثناء نقيض التالي ينتج نقيض المقدم كقولنا ان كان هذا انسانا فهو حيوان لكنه ليس بحيوان فلا يكون انسانا وان كانت منفصلة حقيقية فاستثناء احد الجزئين ينتج نقيض الاخر واستثناء نقيض احدهما ينتج عين الاخر وعلى هذا مانعة الجمع ومانعة الخلو۔

ترجمہ: قیاس استثنائی میں جو شرطیہ اس میں مقرر ہوتا ہے۔ اگر وہ متصلہ ہو تو مقدم کا استثناء کرنے سے نتیجہ میں تالی آئے گی۔ جیسے ہمارا قول

کہ اگر یہ انسان ہے تو حیوان بھی ہے لیکن وہ انسان ہے پس وہ حیوان ہے اور تالی کی نقیض کا استثناء کرنے سے نتیجہ میں مقدم کی نقیض آئے گی جیسے ہمارا قول کہ اگر یہ انسان ہے تو حیوان بھی ہے۔ لیکن وہ حیوان نہیں ہے۔ پس وہ انسان نہیں ہے۔ اور اگر شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہے تو کسی ایک جز (یعنی مقدم یا تالی) کا استثناء کرنے سے نتیجہ میں دوسرے جز کی نقیض آئے گی اور کسی ایک کی نقیض کا استثناء کرنے سے نتیجہ میں دوسرا جزء آئیگا اسی طرح مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو میں بھی ہوگا۔

شرح :۔ قیاس استثنائی میں ایک مقدمہ قضیہ شرطیہ کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس کے دو جزء ہوتے ہیں۔ یعنی مقدم و تالی۔ کسی ایک جزء کا استثناء قضیہ حملیہ کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی ایک جزء کی نقیض کا بھی استثناء کیا جاتا ہے۔ اور نتیجہ میں دوسرا جزء یا اس کی نقیض آتی ہے۔ استثناء کرنے کی چار صورتیں ہیں۔ یعنی مقدم کا استثناء تالی کا استثناء مقدم کی نقیض کا استثناء اور تالی کی نقیض کا استثناء۔ اور جواب کی بھی چار صورتیں ہیں۔ چونکہ شرطیہ متصلہ میں مقدم و تالی کے درمیان اتصال ہوتا ہے۔ اور دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی ایک ثابت ہوگا تو دوسرا بھی ثابت ہوگا اور اگر کوئی ایک بھی منفی ہوگا تو دوسرا بھی منفی ہوگا۔ مصنفؒ نے اس کی دو صورتیں مع مثال ذکر کی ہے تیسری صورت یہ ہے کہ تالی کا استثناء کریں تو مقدم ثابت ہوگا جیسے اگر یہ انسان ہے تو حیوان بھی ہے لیکن وہ حیوان ہے پس وہ انسان ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ مقدم کی نقیض کا استثناء کریں یعنی مقدم کی نفی کریں۔ تو تالی کی بھی نفی ہوگی جیسے اگر یہ انسان ہے تو حیوان بھی ہے لیکن وہ انسان نہیں ہے۔ پس حیوان بھی نہیں ہے۔

اگر شرطیہ منفصلہ ہو تو چونکہ منفصلہ میں مقدم و تالی کے درمیان منافات وجدائی ہوتی ہے۔ اس لئے اگر ایک جز ثابت ہوگا تو دوسرا منفی ہو جائے گا۔ اور اگر ایک جزء منفی ہوگا تو دوسرا ثابت ہو جائے گا۔ اس کی بھی چار صورتیں ہیں۔ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں۔ حقیقیہ، مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو، حقیقیہ میں یہ چار صورتیں جاری ہوتی ہیں۔ جیسے یہ عدد یا تو طاق ہے یا جفت لیکن وہ طاق ہے پس وہ جفت نہیں ہے۔ دوسری صورت کہ لیکن وہ جفت ہے پس وہ طاق نہیں ہے۔ تیسری صورت کہ لیکن وہ طاق نہیں ہے پس وہ جفت ہے۔ چوتھی صورت کہ لیکن وہ جفت نہیں ہے پس وہ طاق ہے۔

مانعۃ الجمع میں دو صورتیں جاری ہوں گی۔ جیسے یہ کلمہ یا تو اسم ہے یا فعل لیکن وہ اسم ہے پس وہ فعل نہیں ہے۔ دوسری صورت کہ لیکن وہ فعل ہے پس وہ اسم نہیں ہے۔ تیسری اور چوتھی صورت جاری نہیں ہوگی کہ ایک کی نفی کریں اور دوسرے کا اثبات ہو۔ مثلاً لیکن وہ اسم نہیں ہے پس وہ فعل ہے تو یہ ضروری نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ وہ فعل کے بجائے حرف ہو۔ اسی طرح مانعۃ الخلو میں بھی صرف دو صورتیں جاری ہوں گی۔ جیسے یہ کلمہ یا تو غیر اسم ہے یا غیر فعل لیکن وہ اسم ہے پس وہ غیر فعل ہے۔ دوسری صورت کہ لیکن وہ فعل ہے پس وہ غیر اسم ہے۔ یہ وہ دو صورتیں ہیں کہ ایک نفی کرنے سے دوسرے کا اثبات ہو رہا ہے۔ دوسری دو صورتیں کہ ایک کو ثابت کریں تو دوسرے کی نفی ہو تو یہ صورتیں اس میں جاری نہیں ہوں گیں۔ جیسے لیکن وہ غیر اسم ہے پس وہ فعل ہے۔ تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ فعل ہو بلکہ حرف بھی ہو سکتا ہے۔

فصل البرهان وهو قول مؤلف من مقدمات يقينية لانتاج يقين واليقينيات اقسام ستة احدها اوليات كقولنا الواحد

نصف الاثنین والکل اعظم من الجزء و مشاهدات نحو الشمس مشرقة والنار محرقة و مجربات کقولنا السقمونیا مسهل للصفراء وحدسیات کقولنا نور القمر مستفاد من نور الشمس ومتواترات کقولنا محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم ادعی النبوة و اظهر المعجزات علی یده و قضایا قیاساتها معها کقولنا الاربعة زوج بسبب وسط حاضر فی الذهن وهو الانقسام بمتساویین۔

ترجمہ: برہان وہ قیاس ہے جو مرکب ہوتا ہے ایسے مقدمات سے جو یقینی ہوتے ہیں۔ تاکہ جو نتیجہ حاصل ہو وہ یقینی ہو۔ یقینیات کی چھ قسمیں ہیں۔ ان میں سے پہلی اوّلیات ہے۔ جیسے ہمارا قول ایک دو کا نصف ہے اور کل اپنے جزء سے بڑا ہے۔ اور دوسری قسم مشاہدہ ہے۔ جیسے سورج روشن ہے اور آگ جلانے والی ہے۔

اور تیسری قسم تجربہ ہے جیسے ہمارا قول کہ سقمونیا بوٹی بذریعہ دست پت کو زائل کرنے والی ہے۔ چوتھی قسم حدس ہے۔ جیسے ہمارا قول کہ چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے حاصل شدہ ہے۔ پانچویں قسم متواتر ہے۔ جیسے ہمارا قول محمد رسول اللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے ہاتھ پر معجزات کو ظاہر فرمایا۔ چھٹی قسم وہ قضیے جن کا قیاس ان کے ساتھ ہوتا ہے (اسے فطریات بھی کہتے ہیں۔) جیسے ہمارا قول کہ "چار جفت ہے" اس دلیل کی وجہ سے جو ذہن میں حاضر ہے یعنی دو برابر حصوں میں تقسیم ہونا۔

تشریح: جس کلام کو سننے کے بعد یقین پیدا ہو جائے اور کوئی شک نہ رہے تو ایسا کلام یقینی کہلاتا ہے اور جس کلام کو سننے کے بعد شک وشبہ باقی رہے تو وہ کلام ظنی کہلاتا ہے۔ قیاس چونکہ مقدمات سے مل کر بنتا ہے۔ اس لئے اگر کسی قیاس کے دونوں مقدمے یعنی صغریٰ وکبریٰ یقینی ہوں گے تو اس کا نتیجہ بھی یقینی ہوگا۔ اور یہ قیاس یقینی کہلائے گا۔ اور جس کے صغریٰ وکبریٰ ظنی ہوں

یا کوئی ایک ظنی ہو تو اس کا نتیجہ بھی ظنی ہوگا۔ یقینی قیاس کو برہان
کہتے ہیں۔ یقین دو طرح پیدا ہوتا ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ بغیر کسی دلیل کے
کلام کو صحیح تسلیم کر لیا جاتے اور کوئی شک باقی نہ رہے۔ یہ یقین بدیہی کہلاتا ہے
دوسری صورت یہ ہے کہ دوسرے دلائل سے کسی کلام کا یقینی ہونا معلوم ہو جائے
جیسے قرآن وسنت متواترہ، یہ یقین نظری کہلاتا ہے۔ بدیہی یقین کی چھ قسمیں ہیں
نمبر ا۔ اولیات یعنی ایسا قضیہ جس کو سننے کے ساتھ ہی تسلیم کر لیا جائے
اور ہر عاقل سمجھدار اس کو صحیح مانے، بچے بھی اس کو مان لیں۔ جیسے ایک، دو
کا آدھا ہے۔ ۲: فطریات۔ ایسا قضیہ جس کی دلیل اس کے ساتھ ہو اور دلیل
پر ذہن میں نظر ڈال کر اسے تسلیم کر لیا جائے۔ جیسے چار جفت ہے۔ اب
ہمیں معلوم ہے کہ جفت اسے کہتے ہیں جو دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔
تو ہم چار کے بارے میں یہ دیکھیں گے کہ اس پر جفت کی تعریف صادق آرہی ہے
پھر اسے تسلیم کر لیں گے۔ اسے قضایا قیاساتہا معہا بھی کہتے ہیں۔
۳ مشاہدہ: یعنی جس بات پر دیکھ کر، سن کر، چکھ کر، چھو کر اور سونگھ کر
یقین پیدا ہو ۴ تجربہ: یعنی کسی بات کے بارے میں متقدمین نے مشاہدہ
کیا ہو اور بار بار کے مشاہدے کے بعد اسے اصول بنا کر پیش کیا ہو اور بعد کے
لوگ اسے مشاہدہ کئے بغیر تسلیم کر لیں۔ جیسے فن طب۔ ۵ متواتر: وہ بات
جسے اتنے لوگ نقل کریں جن پر یقین آجائے اور ان کے بارے میں یہ احتمال
نہ ہو کہ ان سب نے جھوٹ بات بنانے پر اتفاق کر لیا ہوگا۔ جیسے ہمیں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت کا علم اور قرآن کے کلام اللہ ہونے کا علم
۶ حدس: یعنی گمان وخیال سے بات کرنا اور دلیل کو مرتب کئے بغیر نتیجہ
تک پہنچ جانا۔ جیسے یہ قول کہ چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے حاصل شدہ ہے

یہ سب برہان کی قسمیں ہیں۔ اب نظری قیاس کی قسمیں بیان کرتے ہیں۔ مذکورہ مثالیں خود قیاس نہیں ہیں۔ بلکہ صرف قضیہ ہیں۔ جنہیں قیاس میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

والجدل وهو قول مؤلف من مقدمات مشهورة والخطابة وهو قول مؤلف من مقدمات مقبولة من شخص معتقد به او مظنونة والشعر وهو قياس مؤلف من مقدمات تنبسط منها النفس أو تنقبض والمغالطة وهو قياس مؤلف من مقدمات شبيهة بالحق او مشهورة اومقدمات وهمية كاذبة والعمدة هي البرهان لاغير وليكن هذا اخر الرسالة متلبسا بحمد من له البداية واليه النهاية

ترجمہ:۔ قیاس جدلی وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جو مشہور ہیں۔ قیاس خطابی وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو۔ جو کسی رہنما اور قابل اعتقاد شخص کے نزدیک مقبول ہوں یا وہ مقدمات گمان و اٹکل پر مبنی ہوں قیاس شعری وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جس سے انسانی نفس خوشی کی وجہ سے کھل جائے یا غم کی وجہ سے منقبض ہو جائے یعنی بجھ جائے۔ مغالطہ وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جو حقیقی اور مشہور مقدمات کے مشابہ ہوں یا وہ مقدمات وہمی اور جھوٹے ہوں۔ ان قسموں میں سے اصل قیاس برہان ہے نہ کہ کوئی اور۔ چاہیئے کہ یہ بات رسالہ کا آخر ہو اس ذات کی تعریف کے ساتھ جس کے لئے ابتداء ہے اور اسی کی طرف تمام چیزوں کی انتہا و انجام ہے۔

شرح:۔ قیاس نظری کی چار قسمیں ہیں ۱۔ جدل:۔ اگر مقدمات مشہور

ہیں۔ عرف عام میں رائج ہیں لیکن یقین کے درجہ تک نہیں پہنچے ہوئے جیسے
اخلاقیات، آداب، رسوم و رواج جو ہمہ گیر ہوں۔ ان سے جو قیاس مرکب ہوگا
وہ جَدَلی کہلاتا ہے۔ جدل کے معنی ہیں جھگڑا۔ چونکہ
اس کا استعمال اکثر مناظرہ میں ہوتا ہے اور ایک دوسرے کو شکست دینے
کے لئے ایسے مقدمات استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے اسے جَدَلی کہتے ہیں۔
۲۔ خطابت:۔ لوگوں کو جس شخص پر اعتقاد واعتماد ہو اور اس کی باتیں تسلیم
کرتے ہوں خواہ صحیح ہو یا غلط تو اس کے کلام کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا
خطابت کہلاتا ہے۔ جیسے مسلمانوں کے سامنے علماء و بزرگوں کے کلام کو نقل
کرنا، شیعہ کے سامنے حضرت علیؓ، یا ان کے بیٹوں کے کلام کو نقل کرنا خواہ
وہ نقل صحیح ہو یا غلط۔ اسی لئے خطاب میں رطب ویابس ہر قسم کی باتیں
جمع ہوتی ہیں۔ ۳۔ شعر:۔ انسانی نفس میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ آواز،
الفاظ کی بناوٹ و ترکیب، مضمونِ واقعہ سے متاثر ہوتی ہے۔ اگر ایسا کلام
ہو جس کا براہ راست نفس پر اثر پڑے خواہ کلام جھوٹا ہو اسے شعر کہتے ہیں
اکثر اشعار اسی طرح ہوتے ہیں۔ اور زیادہ جھوٹا و خیالی شعر زیادہ اثر کرتا ہے۔
۴۔ مغالطہ:۔ حقیقی یا ہو رکلام کے مشابہ کوئی کلام کرنا یا خیالی، وہمی
اور جھوٹا کلام کہہ کر ایسی بات ثابت کرنا مغالطہ و دھوکہ کہلاتا ہے۔ مثلاً زید
کو کہا کہ زید چاند ہے اور ہر چاند روشن ہوتا ہے۔ پس زید روشن ہے یا
شیر کی تصویر کے بارے میں کہا کہ یہ شیر ہے اور ہر شیر چیرتا پھاڑتا ہے۔
پس یہ چیرتا پھاڑتا ہے۔ اس قسم کے کلام سے دوسرے شخص کو دھوکہ دینا
مقصد ہوتا ہے اور کلام اس طرح ظاہر کیا جاتا ہے کہ بظاہر وہ صحیح کلام لگتا
ہے۔ مذکورہ دونوں مثالیں بھی بظاہر صحیح لگتی ہیں اور ان میں دھوکہ یہ دیا کہ

مجاز و تصویر کے لئے حقیقت کا حکم بیان کر دیا۔

قیاس کی ان قسموں میں سے معیاری و اصلی قسم برہان ہے۔ یہ یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ اور اعتقادیات میں اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ مصنف رح نے اسی فصل پر اپنی کتاب کو جو کہ ایک چھوٹا مفید رسالہ ہے ختم کیا۔ اور جس طرح کتاب کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی تھی اسی طرح آخر میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی نیز لفظ نہایہ سے کتاب کے اختتام کی طرف بھی اشارہ کر دیا جو کہ کتاب کے حسنِ اختتام کی نشانی ہے۔

ختم شد

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

خلاصۃ المنطق

علم کسی چیز کی صورت کا ذہن میں آنا۔ جیسے کسی نے بولا زیدؔ۔ اور اس کی صورت تمہارے ذہن میں آئی۔ یہ زیدؔ کے بارے میں علم ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں (۱) تصور (۲) تصدیق۔

تصدیق کسی چیز کے بارے میں کوئی حکم لگایا جائے جیسے یہ کہا جائے کہ "زیدؔ کھڑا ہے" اس میں زیدؔ پر کھڑے ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔

تصوّر ایک یا کئی چیزوں کے بارے میں کوئی حکم نہ لگایا جائے۔ جیسے زیدؔ کا غلام، کھڑا ہونا، بیٹھنا، زیدؔ، ذہین آدمی وغیرہ، ان میں سے ہر ایک مثال سے کسی چیز کے بارے میں کوئی حکم معلوم نہیں ہو رہا ہے۔

تصور و تصدیق کی قسمیں:۔

تصور و تصدیق ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں ۱ے بدیہی ۲ے نظری۔

بدیہی وہ تصور یا تصدیق جس کے ثبوت کے لیے تعریف یا دلیل کی ضرورت نہ ہو۔ بغیر تعریف و دلیل کے وہ سمجھ میں آجائیں۔ تصور بدیہی کی مثال جیسے پانی، آگ، گرمی، پیاس وغیرہ اور تصدیق بدیہی کی مثال جیسے دوؔ چارؔ کا آدھا ہے۔ ایک چار کا چوتھا حصہ ہے۔

نظری وہ تصور یا تصدیق جس کے ثبوت کے لیے تعریف یا دلیل لانے کی ضرورت ہو بغیر تعریف و دلیل کے سمجھ میں نہ آئے۔ تصور نظری کی مثال جیسے اسم، فعل، معرب، جن، دیو، فرشتہ وغیرہ اور تصدیق نظری کی مثال جیسے قبر میں عذاب ہوگا، تمام انسان دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ کائنات کو بنانے اور چلانے والا

ایک ہے۔

نظر و فکر دو یا زیادہ معلوم تصور یا تصدیق کو ملا کر نیا تصور یا تصدیق حاصل کرنا جیسے حیوان اور ناطق یہ دونوں الگ الگ تصور ہیں۔ ان دونوں کو ملایا تو حیوان ناطق بنا جو کہ انسان کی حقیقت پر صادق آتا ہے۔ اسی طرح انسان جاندار ہے۔ اور ہر جاندار کا جسم ہے۔ یہ دونوں الگ الگ تصدیق ہیں۔ ان دونوں کو ملایا تو یہ علم ہوا کہ انسان کا جسم ہے۔

مُعَرِّف وہ معلوم تصوّر جس سے نامعلوم تصور حاصل ہو۔ جیسے مذکورہ بالا مثال میں حیوان اور ناطق۔ اسے تعریف بھی کہتے ہیں۔

دلیل وہ معلوم تصدیق ہے جس سے نامعلوم تصدیق کا علم ہو جیسے مذکورہ بالا مثال میں ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار کا جسم ہے۔ اسے حجت بھی کہتے ہیں

منطق کی تعریف وہ قوانین جن کی رعایت کر کے نظر و فکر میں خطا سے حفاظت ہو

منطق کی وجہ ضرورت نظر و فکر کی ترتیب میں خطا و غلطی ہوتی ہے۔ اس سے بچنے کے لیے جس قانون کی ضرورت ہے وہ منطق کا علم کہلاتا ہے۔

منطق کی غرض و غایت نظر و فکر کا صحیح ہونا

موضوع وہ امر جس کے ذاتی احوال سے کسی علم میں بحث کی جاتی۔ جیسے ڈاکٹری میں انسان کے جسم کے احوال سے بحث ہوتی ہے تو انسانی جسم ڈاکٹری کا موضوع ہوا۔

منطق کا موضوع وہ تعریفات و دلائل جن سے نامعلوم تصورات یا تصدیقات حاصل ہوں۔

وضع ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص ومقرر کر دینا کہ ایک چیز کے علم سے دوسری چیز کا علم حاصل ہو جائے۔ جیسے لفظ زید کو کسی انسان کے لیے مقرر کر دینا کہ زید کے علم سے اس انسان کا علم ہو جاتا ہے۔ اس طرح مقرر کرنا وضع اور جسے خاص ومقرر کیا وہ موضوع اور جس کے لیے مقرر کیا وہ موضوع لہ کہلاتا ہے۔ مذکورہ مثال میں زید موضوع اور انسان موضوع لہ ہے۔

دلالت کسی چیز کا خود بخود قدرتی طور پر یا کسی کے مقرر کرنے سے ایسا ہونا کہ اس چیز کے علم سے دوسری چیز کا بھی علم حاصل ہو جائے۔ جیسے دھواں دیکھ کر آگ کا علم ہو جاتا ہے یا جیسے لفظ زید سے اس انسان کا علم ہو جاتا ہے جس کا نام یہ رکھا گیا ہے جس کے ذریعہ علم ہو وہ دال اور جس کا علم ہو وہ مدلول کہلاتا ہے۔ مذکورہ مثال میں دھواں اور زید دال اور آگ و زید کی ذات مدلول ہے۔

دلالت لفظی وہ دلالت کہ جس میں دال کوئی لفظ ہو جیسے لفظ زید جب بولا جائے تو یہ ذاتِ زید پر دلالت کرتا ہے۔

دلالت غیر لفظی وہ دلالت کہ جس میں دال لفظ نہ ہو جیسے دھوئیں کی دلالت آگ پر۔ ہر ایک کی تین قسمیں ہیں۔ ۱ وضعیہ ۲ طبعیہ ۳ عقلیہ۔

دلالت لفظیہ وضعیہ دال لفظ ہو اور دلالت وضع کی وجہ سے ہو۔ جیسے لفظ کتاب کی دلالت کتاب پر۔

دلالت لفظیہ طبعیہ دال لفظ ہو اور دلالت طبیعت کی وجہ سے ہو۔ جیسے لفظ آہ آہ کی دلالت رنج وصدمہ پر۔

دلالت لفظیہ عقلیہ: دال لفظ ہو اور دلالت عقل کی وجہ سے ہو۔ جیسے دیوار کے پیچھے سے کوئی لفظ سُنا جائے تو عقل کی وجہ سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ دیوار کے پیچھے کوئی بولنے والا ہے۔

دلالت غیر لفظی وضعی: دال لفظ نہ ہو اور دلالت وضع کی وجہ سے ہو۔ جیسے حروف کے نقوش کی دلالت حروف پر۔ یا جیسے نیچے کے ایک نقطہ کی دلالت با ء پر۔

دلالت غیر لفظی طبعی: جیسے گھوڑے کا ہنہنانا، گھانس دانے کی طلب پر یا پیٹ پر ہاتھ پھیرنا بھوک یا درد پر۔ چہرہ کا سُرخ ہونا غصّہ پر دلالت کرتا ہے۔

دلالت غیر لفظی عقلی: دھوئیں کی آگ پر اور دھوپ کی آفتاب پر دلالت۔

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ مطابقہ، ۲۔ تضمنیہ ۳۔ التزامیہ

مطابقہ: لفظ اپنے پورے موضوع لہ پر دلالت کرے۔ جیسے لفظ پاکستان کی دلالت پورے پاکستان پر۔

تضمنیہ: لفظ اپنے موضوع لہ کے جزء پر دلالت کرے۔ جیسے لفظ پاکستان کی صوبہ سندھ پر دلالت یا لفظ انسان کی اس کے سر پر۔

التزامیہ: لفظ اپنے موضوع لہ کے لازم پر دلالت کرے۔ جیسے لفظ انسان کی دلالت اس کی قابلیت علم پر یا لفظ عالم کی دلالت ٹوپی پر وغیرہ۔

مُفرد | وہ لفظ کہ اس کے جزء سے اس کے معنی کے جزء پر دلالت کا قصد نہ ہو۔ جیسے لفظ زیدؔ۔ اس کے اجزاء یعنی زا ء یا ء اور دال ذات زیدؔ کے اجزاء پر دلالت نہیں کرتے۔

مفرد کی چار قسمیں ہیں۔

۱:۔ لفظ کا کوئی جزء نہ ہو۔ جیسے ہمزہ استفہام عربی میں۔

۲:۔ لفظ کے اجزاء ہوں۔ لیکن معنی دار نہ ہوں۔ جیسے لفظ انسان کے اجزاء الف، نونؔ، سین وغیرہ کے کوئی معنی نہیں۔

۳:۔ لفظ کے اجزاء معنی دار ہوں۔ لیکن دلالت نہ کریں۔ جیسے عبدؔاللہ جب کسی کا نام ہو۔ اس کے اجزاء عبد اور اللہ معنی دار ہیں۔ لیکن نام رکھنے کی حالت میں یہ اجزاء انسان کے اجزاء پر دلالت نہیں کرتے۔

۴:۔ دلالت کرے لیکن دلالت کا قصد نہ ہو۔ جیسے حیوانؔ ناطق کسی کا نام ہو۔ اس کے اجزاء حیوان اور ناطق انسان کے اجزاء پر دلالت کر رہے ہیں۔ کیونکہ انسان کی حقیقت ہی حیوان ناطق ہے۔ لیکن نام رکھنے کی صورت میں اس دلالت کا قصد نہیں ہوتا۔

مُرکّب | وہ لفظ کہ اس کے جزء سے اس کے معنی کے جزء پر دلالت کا قصد ہو۔ جیسے زیدؔ کھڑا ہے۔ اس میں زیدؔ، کھڑؔا اور ہےؔ جو اس لفظ کے اجزاء ہیں لفظ کے معنی پر دلالت کر رہے ہیں اور دلالت کا قصد بھی ہے

مفہوم | جو شئی ذہن میں آئے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔
۱ کلی ۲ جزئی۔

جزئی | وہ مفہوم کہ جس کا کثیر افراد پر صادق ہونا ممکن نہ ہو اور اس میں شرکت نہ ہوسکے۔ جیسے خالدؔ جو ایک خاص شخص کا نام ہے۔

کلّی | وہ مفہوم کہ جس کا کثیر افراد پر صادق ہونا ممکن ہو اور اس میں شرکت ہو سکے جیسے انسان، حیوان، سورج، چاند وغیرہ

حقیقت یا ماہیت | کسی شے کے وہ اجزاء جن سے مل کر وہ شئ بنی ہے۔ اس کی حقیقت کہلاتے ہیں۔ جیسے انسان کے اجزاء حیوان اور ناطق ہیں اور یہی دونوں انسان کی حقیقت ہیں۔

عوارض | کسی شے کے وہ اجزاء جو اس کی حقیقت میں داخل نہ ہوں اس کے عوارض کہلاتے ہیں۔ جیسے ہنسنا انسان کی حقیقت میں داخل نہیں ہے اس لیے یہ انسان کے عوارض میں سے ہے۔

کلّی ذاتی | وہ کلی جو افراد کی پوری حقیقت ہو یا حقیقت کا جز ہو۔ جیسے انسان یہ اپنے افراد زید عمر وغیرہ کی پوری حقیقت ہے اور حیوان یہ اپنے افراد انسان، گائے وغیرہ کی حقیقت کا جز ہے۔

کلّی عرضی | وہ کلی جو اپنے افراد کی نہ پوری حقیقت ہو اور نہ حقیقت کا جُز ہو جیسے ضاحک یہ اپنے افراد زید عمر وغیرہ کے لیے کُلّی عرضی ہے۔ کیونکہ ضحک انکی حقیقت میں داخل نہیں ہے۔

جنس | وہ کلی ذاتی ہے جس کے افراد کی حقیقت مختلف ہو۔ جیسے حیوان اس کے افراد یعنی انسان، گائے وغیرہ کی حقیقت مختلف ہے۔

نوع | وہ کلی ذاتی ہے جس کے افراد کی حقیقت ایک ہی ہو۔ جیسے انسان اس کے افراد یعنی زیدؔ، عمرؔ وغیرہ سب کی حقیقت حیوان ناطق ہے۔

فصل | وہ کلی ذاتی ہے جو جنس کے افراد میں سے کسی فرد کو دوسرے افراد سے ممتاز و جدا کرے۔ جیسے ناطق یہ حیوان کے افراد میں سے انسان کو دوسرے افراد سے ممتاز کرتا ہے۔ (باقی برص ۸۳)

خاصہ | وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہو۔ جیسے لکھنا، پڑھنا، ہنسنا یہ انسان کے ساتھ خاص ہے اور اس کے افراد کی حقیقت ایک ہے۔

عرض عام | وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص نہ ہو جیسے چلنا، کھانا وغیرہ اس میں انسان و جانور سب برابر مشترک ہیں۔

ماھو | ایک اصطلاح ہے۔ اس سے کسی شے کی حقیقت کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔ مثلاً الانسان ماھو۔ جواب: حیوان ناطق۔

اگر ایک فرد کے بارے میں سوال کیا جائے تو جواب میں اسکی پوری حقیقت آئے گی۔ جیسے مذکورہ بالا مثال اور اگر متعدد افراد کے بارے میں سوال کیا جائے تو جواب میں ایسی حقیقت آئیگی جو ان سب میں پوری طرح مشترک ہو کوئی دوسرا فرد ان افراد میں داخل نہ ہو سکے۔ جیسے الانسان والبقر ماھما۔ تو جواب ہوگا۔ حیوان۔ جسم نامی یا جسم نہیں کہیں گے۔ کیونکہ جسم نامی کہنے سے درخت بھی اس میں شامل ہو جائے گا۔ اور جسم کہنے سے پتھر بھی اس میں شامل ہو جائے گا۔ حالانکہ سوال صرف انسان اور بقر کے بارے میں تھا۔

جنس قریب | کسی ماہیت کے لیے وہ جنس ہے کہ اگر ماہیت کے ساتھ اس جنس کے دوسرے افراد کو ملا کر سوال کریں تو جواب میں ہمیشہ وہی جنس آئے۔ جیسے انسان ایک ماہیت ہے اور حیوان ایک جنس ہے۔ انسان کے ساتھ حیوان کے دوسرے افراد کو ملا کر سوال کیا اور کہا الانسان والبقر ماھما؟ جواب حیوان۔ الانسان والفرس ماھما؟ جواب: حیوان، الانسان والحمار ماھما؟ جواب: حیوان یہاں ہر سوال کے جواب میں حیوان آرہا ہے۔ اس لیے حیوان انسان کے لیے جنس قریب ہے۔ اور جیسے کراچی کے لیے سندھ وغیرہ۔

جنس بعید | کسی ماہیت کے لیے وہ جنس ہے کہ اگر ماہیت کے ساتھ اس جنس کے دوسرے افراد کو ملا کر سوال کریں تو جواب میں ہمیشہ وہی جنس نہ آئے جیسے انسان اور جسم نامی، الانسان والبقر والشجر ماہی؟ جواب: جسم نامی، الانسان والبقر ماہما؟ جواب: حیوان، الانسان والفرس ماہما؟ جواب: حیوان۔ ان سوالوں کے جواب میں ہر دفعہ جسم نامی نہیں آیا۔ حالانکہ بقر اور فرس بھی جسم نامی کے افراد ہیں۔ اس لیے جسم نامی انسان کے لیے جنس بعید ہے۔ اور جیسے کراچی کے لیے پاکستان۔

فصل قریب | جو کلی کسی ماہیت کو اس کی جنس قریب کے دوسرے افراد سے تمیز دے۔ تو یہ کلی اس ماہیت کی فصل قریب ہے۔ جیسے ناطق انسان کو حیوان کے افراد سے ممتاز کرتا ہے۔ اور حیوان انسان کی جنس قریب ہے۔

فصل بعید | جو کلی کسی ماہیت کو اس کی جنسِ بعید کے افراد سے تمیز دے۔ تو یہ کلی اس ماہیت کی فصل بعید ہے۔ جیسے حساس انسان کو جسم نامی کے افراد سے تمیز دیتا ہے۔ اس لیے حساس انسان کے لیے فصل بعید ہے۔

نسبت تساوی | دو کلیوں کا ایسا ہونا کہ ہر ایک کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آئے۔ جیسے انسان اور ناطق، مومن و مسلم، سیٹوں میں دو مشترک سیٹ۔

نسبت عموم و خصوص مطلق | ایک کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق ہو اور دوسری کلی پہلی کلی کے بعض افراد پر صادق ہو اور بعض پر نہ ہو۔ جیسے انسان و حیوان۔ اس میں انسان حیوان کے ہر فرد پر صادق نہیں ہے۔ اور حیوان انسان کے ہر فرد پر صادق ہے۔ یعنی ہر انسان حیوان ہے اور ہر حیوان انسان نہیں ہے۔ جو سب پر صادق آئے وہ عام مطلق جیسے مذکورہ بالا مثال میں حیوان اور جو بعض پر صادق ہو وہ خاص مطلق کہلاتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال

میں انسان۔ تحتی اور فوقی سیٹ۔

عموم وخصوص من وجہ دو کلیوں میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق ہو اور بعض پر نہ ہو جیسے اسم ومعرب کہ بعض اسم معرب ہیں جیسے زید اور بعض اسم معرب نہیں ہیں جیسے ضمائر اور بعض معرب اسم نہیں ہیں جیسے فعل ماضی۔ ان میں سے ہر ایک کو عام من وجہ اور خاص من وجہ کہتے ہیں۔ سیٹوں میں متراکب سیٹ۔

نسبت تباین دو کلیوں میں سے کوئی کلی دوسری کلی پر صادق نہ ہو۔ جیسے انسان اور پتھر۔ کہ کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔ اور کوئی پتھر انسان نہیں ہے۔ سیٹوں میں دو غیر مشترک سیٹ۔ ہر ایک کلی دوسری کلی کی مباین ہے۔

جزئی اضافی ہر خاص عام کے مقابلہ میں جزئی ہوتا ہے۔ اور اسے جزئی اضافی کہتے ہیں۔ جیسے انسان خاص ہے اور حیوان عام ہے۔ پس انسان جزئی اضافی ہے۔ اسی طرح حیوان خاص ہے جسم نامی کے مقابلہ میں۔ اس لیے حیوان جزئی اضافی ہوا۔ چونکہ یہ جزئی دوسرے کے مقابلہ میں ہے۔ اس لیے اسے اضافی کہتے ہیں۔ جزئی حقیقی و جزئی اضافی میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے اور جزئی حقیقی خاص ہے اس لیے کہ زید جزئی حقیقی و اضافی دونوں ہے جبکہ حیوان جزئی اضافی ہے جزئی حقیقی نہیں ہے۔

نوع اضافی جس کلی کے اوپر کوئی جنس ہو تو وہ کلی نوع اضافی کہلاتی ہے۔ اگرچہ اس کے افراد کی حقیقت مختلف ہو جیسے حیوان کے اوپر جسم نامی جنس ہے۔ پس حیوان نوع اضافی ہے۔ اسی طرح جسم نامی کے اوپر جسم مطلق جنس ہے۔ پس جسم نامی نوع اضافی ہوا۔

جوہر کے اوپر کوئی جنس نہیں ہے۔ اس لیے جوہر نوع اضافی نہیں ہے۔ اسی طرح نقطہ کا مفہوم کسی جنس کے تحت نہیں ہے۔ کیونکہ نقطہ اسے کہتے ہیں جس کا کوئی جزء نہ ہو۔ اور جس کا کوئی جزء نہ ہو اس کی جنس نہیں ہوتی ہے۔

پس نقطہ نوع اضافی نہیں ہے۔ بلکہ نوع حقیقی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوع حقیقی اور نوع اضافی میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے کیونکہ انسان نوع حقیقی و نوع اضافی دونوں ہے۔ جبکہ نقطہ صرف نوع حقیقی ہے۔ اور حیوان صرف نوع اضافی ہے۔

جوہر جو اپنے وجود میں کسی خاص محل کا محتاج نہ ہو بلکہ ہر محل میں اس کا قیام ہو سکتا ہو۔ جیسے انسان، حیوان، پتھر اور تمام اجسام وغیرہ۔

عرض جو اپنے وجود میں محل کا محتاج ہو اور محل کے منتقل ہونے سے وہ بھی منتقل ہو جاتا ہو۔ جیسے بڑا ہونا چھوٹا ہونا، اچھا ہونا، برا ہونا، زمانہ اور مکان وغیرہ کہ یہ کسی جسم کی صفات ہیں اور جسم پر پیش آتی ہیں۔ عرض کی نو قسمیں ہیں۔

۱:۔ کمّ یعنی مقدار:۔ وہ عرض جس کی تقسیم اور حصے ہو سکے۔

۲:۔ کیف یعنی کیفیت:۔ وہ عرض جس کی تقسیم نہ ہو سکے جیسے اچھائی، برائی، خوشی، غمی اور غصہ وغیرہ۔

۳:۔ اضافت یعنی نسبت:۔ وہ عرض جس کا تصور دوسری چیز کے تصور پر موقوف ہو۔ جیسے باپ ہونا، بیٹا ہونا، استاد اور شاگرد کا تعلق وغیرہ۔

۴:۔ اَیْنَ یعنی مکان ہونا:۔ کوئی جوہر یا جسم جو جگہ گھیرتا ہے۔ اس

جگہ کے گھیرنے سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اسے این کہتے ہیں۔

۵:۔ مِلک :۔ کسی جسم کے ساتھ کوئی چیز اس طرح متصل ہو کر جسم کے منتقل ہونے سے وہ چیز بھی منتقل ہوتی ہو۔ اس اتصال سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اسے مِلک کہتے ہیں۔ جیسے کسی انسان نے عمامہ باندھا۔ اب عمامہ باندھ کر اس انسان کا جو خاکہ بنا ہے وہ مِلک کہلائے گا۔ اور جہاں یہ انسان جائے گا تو عمامہ والی یہ صورت و خاکہ بھی جائے گا۔

۶:۔ فِعل یعنی اثر انداز ہونا :۔ کسی کام کی صلاحیت کو آہستہ آہستہ وجود میں لانا۔ جیسے آری میں لکڑی کاٹنے کی صلاحیت ہے۔ اب اب ایک انسان اس آری کو لکڑی پر استعمال کرے تو لکڑی کٹنا شروع ہو جائے گی۔ اور یہ فعل کہلائے گا۔

۷:۔ انفعال یعنی متاثر ہونا :۔ کسی صلاحیت کا آہستہ آہستہ وجود میں آنا۔ جیسے لکڑی میں کٹنے کی صلاحیت ہے۔ جب اس پر آری استعمال کی گئی تو اس نے کٹنا شروع کر دیا۔ تو یہ لکڑی کے اعتبار سے انفعال ہے۔

۸:۔ متٰی یعنی زمانہ :۔ کسی جسم کی وقت کے ساتھ نسبت۔

۹:۔ وضع :۔ ایک جسم کے اپنے اجزاء اور آس پاس کی اشیاء سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اسے وضع کہتے ہیں جیسے کسی جسم کا دوسری چیز کے سامنے، دائیں بائیں۔ پیچھے اور اوپر نیچے ہونا۔

جوہر اور یہ نو اعراض مقولات عشر کہلاتی ہیں فارسی کے اس شعر میں یہ سب جمع ہیں۔

؎ مردے دراز نیکو دیدم بشہر امروز ‏ ‏ ‏ ‏ با خواستہ نشستہ از کرد خویش فروز

ایک نیک لمبے آدمی کو میں نے آج شہر میں دیکھا جو اپنی چاہی ہوئی چیز کے ساتھ بیٹھا ہوا اور اپنے کیے پر خوش تھا۔ اس شعر مردؔ، جوہر لمباؔ کمؔ، نیکؔ کیف، دیکھاؔ انفعال، شہر میںؔ این، آجؔ متیٰ، چاہی ہوئی چیزؔ اضافت بیٹھا ہوا۔ وضع، کیے پرؔ فعل، خوشؔ ہونا ملک ہے۔

حدِ تام جنس قریب اور فصل قریب سے کسی چیز کی تعریف کرنا۔ جیسے انسان کی تعریف۔ حیوان اور ناطق سے کی جائے۔

حدِ ناقص کسی چیز کی اس کی جنس بعید اور فصل قریب سے یا صرف فصل قریب سے تعریف کی جائے۔ جیسے انسان کی تعریف میں جسم ناطق یا صرف ناطق کہا جائے۔

رسمِ تام کسی چیز کی تعریف اس کی جنسِ قریب اور خاصہ سے کی جائے جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے کی جائے۔

رسمِ ناقص کسی چیز کی تعریف اس کی جنسِ بعید اور خاصہ سے یا صرف خاصہ سے کی جائے۔ جیسے انسان کی تعریف جسم ضاحک یا صرف ضاحک سے کی جائے۔

تصدیقات

قضیہ وہ مرکب لفظ ہے کہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے زید کھڑا ہے۔ زمین اوپر ہے۔ آسمان نیچے ہے وغیرہ۔

قضیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱ حملیہ ۲ شرطیہ۔

حملیہ وہ قضیہ جو دو مفرد سے مل کر بنے اور اس میں ایک کو دوسرے کے لیے ثابت کرلے یا دوسرے سے نفی کرنے کا حکم لگایا جاتے۔ جیسے زیدؔ عالم ہے۔ اور زیدؔ عالم نہیں ہے۔ اس میں زیدؔ اور عالم دو مفرد ہیں۔ پہلے قضیہ میں عالم کو زیدؔ کے لیے ثابت کیا گیا اور دوسرے قضیہ میں زیدؔ سے عالم ہونے کی نفی کا حکم کیا گیا ہے۔ پہلا قضیہ موجبہ اور دوسرا قضیہ سالبہ ہے۔

موضوع قضیہ حملیہ کا پہلا جز جیسے زیدؔ عالم ہے میں زیدؔ

محمول قضیہ حملیہ کا دوسرا جز جیسے زیدؔ عالم نہیں ہے میں عالم۔

رابطہ موضوع و محمول کے درمیان ایک نسبت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے دونوں میں تعلق ہوتا ہے اس نسبت پر جو لفظ دلالت کرتا ہے اسے رابطہ کہتے ہیں۔ جیسے زیدؔ عالم ہے میں لفظ " ہے "

قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں۔ ۱ شخصیہ ۲ طبعیہ ۳ محصورہ ۴ مہملہ

حملیہ شخصیہ وہ قضیہ جس کا موضوع شخص معیّن ہو۔ جیسے زیدؔ کاتب ہے۔

حملیہ طبعیہ — وہ قضیہ جس میں حکم موضوع کے مفہوم پر لگے۔ جیسے انسان کلی ہے۔

حملیہ محصورہ — وہ قضیہ جس کا موضوع کلی ہو اور حکم موضوع کے افراد پر لگے اور یہ بھی بیان کیا جائے کہ کل افراد مراد ہیں یا بعض افراد۔ جیسے تمام انسان جاندار ہیں۔ بعض حیوان انسان نہیں ہیں۔ جس لفظ سے افراد کی تعداد بیان کی جاتی ہے اسے سور کہتے ہیں۔ جیسے کل، بعض، ہر، کوئی وغیرہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں۔

موجبہ کلیہ — محمول موضوع کے تمام افراد کے لیے ثابت کیا جاتے۔ جیسے تمام انسان جاندار ہیں۔

موجبہ جزئیہ — محمول موضوع کے بعض افراد کے لیے ثابت کیا جاتے جیسے بعض انسان کاتب ہیں۔

سالبہ کلیہ — محمول کی موضوع کے تمام افراد سے نفی کی جاتے۔ جیسے کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔

سالبہ جزئیہ — محمول کی موضوع کے بعض افراد سے نفی کی جائے جیسے بعض انسان کاتب نہیں ہیں۔

حملیہ مہملہ — وہ قضیہ ہے جس میں موضوع کے افراد کی تعداد بیان نہ کی جائے۔ جیسے انسان جاندار ہے۔

قضیہ شرطیہ — وہ قضیہ ہے جو دو حملیوں سے مل کر بنے۔ جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا یا جیسے زید عالم ہے یا جاہل۔ شرطیہ کے پہلے جز کو مقدّم اور دوسرے جز کو تالی کہتے ہیں۔

قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱ متصلہ ۲ منفصلہ۔

شرطیہ متصلہ وہ قضیہ ہے کہ اسکے ایک جز کو تسلیم کرنے پر دوسرے جز کے تسلیم کرنے کا یا اس کی نفی کا حکم لگایا جائے اگر تسلیم کرنے کا حکم ہے تو موجبہ ہے جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔ اگر نفی کا حکم ہے تو سالبہ ہے جیسے یہ بات نہیں کہ اگر زید انسان ہو تو گھوڑا ہو۔

نوٹ :۔ متصلہ سالبہ میں اتصال کی نفی کی جاتی ہے۔ کہ ان دو قضیوں میں اتصال نہیں ہے۔ لیکن وہ قضیہ متصلہ کی شکل پر ہوتا ہے۔ اس لیے متصلہ کہتے ہیں۔

شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱ لزومیہ ۲ اتفاقیہ۔

متصلہ لزومیہ وہ قضیہ ہے کہ جس کے دونوں اجزاء میں اتصال ایسا ہو کہ ایک کے وجود سے دوسرے کا بھی وجود ہو۔ جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔ سورج کے نکلنے اور دن کے موجود ہونے میں اتصال لازمی ہے۔

متصلہ اتفاقیہ جس کے دونوں اجزاء میں اتصال لازمی نہ ہو بلکہ اتفاقاً جمع ہو گئے ہوں۔ جیسے اگر انسان جاندار ہے تو پتھر بے جان ہے۔ انسان کے جاندار ہونے اور پتھر کے بے جان ہونے میں کوئی لزوم کا تعلق نہیں ہے۔

شرطیہ منفصلہ وہ قضیہ ہے کہ جس کے دونوں اجزاء کے درمیان جدائی و علیحدگی کے ثبوت یا نفی کا حکم لگایا جائے۔ اگر جدائی کا ثبوت ہے تو وہ موجبہ ہے۔ جیسے عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت۔ اس میں طاق و جفت کے درمیان علیحدگی کا حکم لگایا گیا ہے اگر جدائی کی نفی کا حکم ہے تو وہ سالبہ ہے جیسے "سورج نکلے گا یا دن موجود ہوگا یہ بات نہیں ہے"۔ اس میں طلوعِ شمس اور وجود نہار کے درمیان جدائی کی نفی کی گئی ہے منفصلہ سالبہ بھی حکم میں موجبہ متصلہ ہوتا ہے۔

لیکن اگر منفصلہ کی شکل میں ہوگا تو اسے منفصلہ کہیں گے۔

شرطیہ منفصلہ میں اگر دونوں اجزاء کے درمیان ذاتی طور پر جدائی ہے تو وہ عنادیہ کہلاتا ہے۔ جیسے عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت۔ اگر جدائی ذاتی طور پر نہیں ہے تو اتفاقیہ ہے۔ مثلاً زید عالم ہے لیکن ڈاکٹر نہیں ہے تو اس طرح کہا کہ "زید یا تو عالم ہے یا ڈاکٹر" یہاں عالم اور ڈاکٹر میں جدائی بیان کی ہے لیکن حقیقت میں عالم اور ڈاکٹر میں جدائی نہیں ہے

شرطیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ حقیقیہ ۲۔ مانعۃ الجمع ۳۔ مانعۃ الخلو۔

منفصلہ حقیقیہ وہ قضیہ جس کے دونوں اجزاء میں ایسی جدائی ہو کہ دونوں ایک چیز میں نہ ایک ساتھ اکٹھے ہو سکیں اور نہ اس سے ایک دم علیحدہ ہو سکیں۔ جیسے عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ عدد طاق یا جفت نہ ہو اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ طاق بھی ہو اور جفت بھی۔

منفصلہ مانعۃ الجمع وہ قضیہ جس کے دونوں اجزاء میں ایسی جدائی ہو کہ دونوں کسی چیز میں ایک ساتھ اکٹھے نہ ہو سکیں لیکن دونوں اس چیز سے ایک ساتھ علیحدہ ہو سکیں۔ جیسے یہ چیز یا تو درخت ہے یا پتھر۔ اب ایک چیز درخت و پتھر دونوں نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ درخت و پتھر نہ ہو بلکہ کوئی اور چیز ہو مثلاً انسان جو کہ درخت ہے نہ پتھر۔

منفصلہ مانعۃ الخلو وہ قضیہ جس کے دونوں اجزاء کے درمیان ایسی جدائی ہو کہ وہ دونوں ایک ساتھ کسی چیز سے علیحدہ نہ ہو سکیں لیکن ایک ساتھ جمع ہو سکیں۔ جیسے دنیا میں کافر ہوگا یا مسلمان۔ دیکھیے یہ ہو سکتا ہے کہ دنیا میں صرف کافر ہوں یا صرف مسلمان ہوں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں نہ ہوں۔ کیونکہ جب کوئی کافر یا مسلمان نہیں ہوگا تو دنیا ختم ہو جائے گی۔ یا جیسے دوزخ میں کافر ہوں گے یا مسلمان۔

قضیہ موجہۃ | وہ قضیہ جس میں جہت ذکر کی جائے۔ جہت کی وضاحت یہ ہے کہ ہر قضیہ میں جو حکم لگایا جاتا ہے وہ یا تو ممکن ہوتا ہے یا واجب و ضروری ہوتا ہے یا دائمی ہوتا ہے۔ اس امکان، ضرورت اور دوام کو نسبت کہتے ہیں۔ اور اگر اس نسبت کو قضیہ میں ذکر کر دیا جائے تو اسے جہت کہتے ہیں جیسے "ہر انسان کا حیوان ہونا ضروری ہے" اس قضیہ میں لفظ "ضروری" جہت ہے اور قضیہ موجہہ ہے۔ نیز اس قضیہ کو رباعیہ یعنی چار اجزاء والا بھی کہتے ہیں کیونکہ اب اس قضیہ کے چار جزء ہیں۔ یعنی موضوع محمول، نسبت رابطی، اور جہت۔

قضیہ موجہہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بسیطہ (۲) مرکبہ۔ قضیہ بسیطہ کی مشہور آٹھ قسمیں ہیں۔

(۱) ضروریہ مطلقہ:۔ جب تک موضوع موجود ہو اس کے لیے محمول کا ثبوت ضروری ہو یا اس سے محمول کی نفی ضروری ہو جیسے ہر انسان کا حیوان ہونا ضروری ہے یا یہ ضروری ہے کہ کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔

(۲) دائمہ مطلقہ:۔ جب تک موضوع موجود ہو اس کے لیے محمول کا ثبوت دائمی ہو یا اس سے محمول کی نفی دائمی ہو۔ جیسے دن و رات کا وجود دائمی ہے یا ہمیشہ سے یہ بات ہے کہ اجرام فلکی ساکن نہیں ہیں۔

ضرورت اور دوام میں فرق یہ ہے کہ جو حکم ضروری ہوتا ہے اس کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے اور جو حکم دائمی ہوتا ہے تو اس کے خلاف ہونا ممکن ہوتا ہے۔ اس لیے دن و رات کو دائمی کہنا اسلامی عقیدہ کے مخالف نہیں ہے۔

(۳) مشروطہ عامہ:۔ جب تک موضوع میں کوئی صفت پائی جائے تو اس

صفت کی وجہ سے موضوع کے لیے محمول کا ثبوت ضروری یا نفی ضروری ہو۔ جیسے ہر کاتب جب تک کتابت کر رہا ہو تو اس کی انگلیوں کا متحرک ہونا ضروری ہے یا یہ ضروری ہے کہ کاتب جب تک کتابت کر رہا ہو تو اس کی انگلیاں ساکن نہیں ہوتی ہیں۔

(۴) عرفیہ عامہ:۔ جب تک موضوع میں کوئی صفت پائی جائے تو اس صفت کی وجہ سے موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی دائمی ہو جیسے ہمیشہ سے یہ بات ہے کہ جب تک انسان نماز میں ہوتا ہے تو وہ کھانے پینے سے رکا ہوا ہوتا ہے۔ یا ہمیشہ سے یہ بات ہے کہ جب تک انسان نماز میں ہوتا ہے تو وہ کوئی چیز نہیں کھاتا ہے۔

(۵) وقتیہ مطلقہ:۔ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی کسی معین وقت میں ضروری ہو۔ جیسے رمضان میں روزہ کا وجود ضروری ہے یا یہ ضروری ہے کہ عید کے دن روزہ نہ ہو۔

(۶) منتشرہ مطلقہ:۔ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی کسی وقت کے تعین کے بغیر ضروری ہو۔ جیسے ہر وقت انسان کے لیے سانس لینا ضروری ہے یا یہ ضروری ہے کہ کوئی جامد چیز کسی بھی وقت سانس نہیں لیتی ہے۔

(۷) مطلقہ عامہ:۔ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی کسی ایک زمانہ کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ کسی بھی زمانہ میں اس کا ایک دفعہ وجود کافی ہو جیسے بالفعل انسان ضاحک ہے۔ یا جیسے بالفعل انسان ضاحک نہیں ہے۔ یعنی انسان کا ضاحک ہونا یا ضاحک نہ ہونا کسی خاص وقت میں ضروری نہیں ہے۔ بلکہ کسی بھی وقت اگر کوئی انسان ضاحک

ہو جائے یا ضاحک نہ ہو تو کلام صادق ہو جائے گا۔

(۸) ممکنہ عامہ :۔ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی ضروری نہ ہو جیسے یہ ممکن ہے کہ آگ جلائے۔ یعنی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آگ نہ جلائے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہیں جلایا۔ یا جیسے یہ ممکن ہے کہ آگ ٹھنڈی نہ ہو یعنی آگ کا ٹھنڈا ہونا ضروری نہیں ہے۔

فائدہ :۔ دوام کا مقابل مطلقہ عامہ ہے اور ضرورت کا مقابل امکان ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ "زید عالم ہے" تو اس قضیہ کی جانب موافق یہ ہے عالم ہونے کا ثبوت زید کے لیے ہوا اور جانب مخالف یہ ہے کہ عالم نہ ہونے کا ثبوت زید کے لیے ہو۔ اگر کسی قضیہ میں ضرورت کی نفی اس قضیہ کی جانب مخالف سے کی جائے تو وہ ممکنہ عامہ ہوتا ہے۔ جیسے "ممکن ہے کہ زید عالم نہ ہو" یعنی زید کا عالم ہونا ضروری نہیں ہے اور اگر ضرورت کی نفی دونوں جانب سے ہو تو اسے ممکنہ خاصہ کہتے ہیں۔ جیسے "زید کا عالم ہونا ممکن خاصہ ہے" یعنی زید کا عالم ہونا اور عالم نہ ہونا دونوں ضروری نہیں ہیں۔

قضیہ موجہہ مرکبہ دو قضیوں سے مل کر بنتا ہے۔ ان میں سے ایک قضیہ موجبہ اور دوسرا سالبہ ہوتا ہے۔ دوسرے قضیہ کو تفصیل سے ذکر نہیں کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے۔ اگر پہلا قضیہ موجبہ ہے تو پورا قضیہ موجبہ کہلاتا ہے۔ اور اگر پہلا قضیہ سالبہ ہے تو پورا قضیہ سالبہ کہلاتا ہے۔

مرکبہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ بسیطہ پر دوام یا ضرورت کی نفی کا اضافہ کر دیا جائے جیسے مشروطہ عامہ ہے کہ "ہر کاتب جب تک کتابت کر رہا ہو تو اس کی انگلیوں کا حرکت کرنا ضروری ہے" اس پر ہم نے دوام کی نفی کا اضافہ کیا اور کہا "ہر کاتب جب تک کتابت کر رہا ہو تو اس کی انگلیوں کا حرکت کرنا ضروری

ہے لیکن دائمی نہیں ہے " یہ مرکبہ بن گیا۔ اس میں لفظ " لیکن دائمی نہیں ہے " سے دوسرے قضیہ کی طرف اشارہ ہے۔ چونکہ پہلا قضیہ موجبہ ہے اس لیے دوسرا سالبہ نکلے گا نیز دوام کی نفی سے مطلقہ عامہ ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے اب دوسرا قضیہ یہ بنے گا کہ " لیکن ہر کاتب کی انگلیاں بالفعل حرکت نہیں کر رہی ہیں "۔

یہ قضیہ مرکبہ موجبہ تھا۔ اور سالبہ کی مثال یہ ہے کہ " یہ ضروری ہے کہ کاتب جب تک کتابت کر رہا ہو تو اس کی انگلیاں ساکن نہیں ہوتی ہیں لیکن دائمی نہیں "۔ یعنی لیکن ہر کاتب کی انگلیاں بالفعل حرکت کرتی ہیں "۔

مرکبات سات ہیں اور یہ بسائط کے مشروطہ عامہ، منتشرہ مطلقہ، عرفیہ عامہ، وقتیہ مطلقہ، مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے بنتے ہیں تفصیل درج ذیل ہے۔

۱:۔ مشروطہ خاصہ :۔ مشروطہ عامہ سے دوام کی نفی کرنے سے بنتا ہے مثال اس کی گذر چکی ہے۔

۲:۔ عرفیہ خاصہ :۔ عرفیہ عامہ سے نفی کرنے سے بنتا ہے جیسے " ہمیشہ سے یہ بات ہے کہ روزہ دار کھانے پینے سے رُکا رہتا ہے لیکن دائمی نہیں ہے "۔ یعنی روزہ دار کا اپنی ذات کی وجہ سے کھانے پینے سے رکنا دائمی نہیں ہے "۔ بلکہ روزہ کی وجہ سے ہے۔

۳:۔ وجودیہ لاضروریہ :۔ مطلقہ عامہ سے ضرورت کی نفی کرنے سے بنتا ہے جیسے " بالفعل انسان ضاحک ہے لیکن ضروری نہیں ہے "۔ یعنی انسان کا ضاحک نہ ہونا ممکن ہے "۔

۴:۔ وجودیہ لادائمہ :۔ مطلقہ عامہ سے دوام کی نفی کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے بالفعل انسان ضاحک نہیں ہے لیکن دائمی نہیں ہے یعنی انسان

بالفعل ضاحک ہے۔ چونکہ دوام کی نفی سے مطلقہ عامہ بنتا ہے اس لیے دوسرا قضیہ بھی مطلقہ عامہ ہے۔

۵:۔ وقتیہ:۔ وقتیہ مطلقہ سے دوام کی نفی کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے "رمضان میں روزہ کا وجود ضروری ہے لیکن دائمی نہیں ہے"۔ یعنی رمضان میں روزہ نہیں ہے بالفعل۔

۶:۔ منتشرہ:۔ منتشرہ مطلقہ سے دوام کی نفی کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے "ہر وقت انسان کے لیے سانس لینا ضروری ہے لیکن دائمی نہیں ہے" یعنی انسان سانس نہیں لیتا ہے بالفعل۔

۷:۔ ممکنہ خاصہ:۔ قضیہ کی جانب مخالف و جانب موافق دونوں سے ضرورت کی نفی کی جائے۔ جیسے "امکان خاص کے ساتھ ہر انسان ضاحک ہے" یعنی امکان عام کے ساتھ انسان ضاحک ہے اور امکان کے ساتھ انسان ضاحک نہیں ہے۔ امکان خاص دو ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ان میں سے ایک موجبہ ہوتا ہے اور دوسرا سالبہ ہوتا ہے۔

تناقض دو قضیوں کا ایسا ہونا کہ ایک موجبہ ہو اور دوسرا سالبہ اور ایک کو سچا کہنے سے دوسرے قضیہ کو جھوٹا کہنا پڑے۔ اگر دونوں سچے یا دونوں جھوٹے ہوں تو تناقض نہیں ہوگا۔ جیسے زید عالم ہے، زید عالم نہیں ہے۔ یہ دونوں قضیے بیک وقت نہ سچے ہو سکتے ہیں اور نہ جھوٹے۔ ان دونوں قضیوں میں سے ہر قضیہ دوسرے کی نقیض کہلاتا ہے۔

تناقض کے تحقق کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ دونوں آٹھ چیزوں میں متفق ہوں وہ آٹھ چیزیں یہ ہیں۔ ۱ موضوع، ۲ محمول، ۳ مکان، ۴ شرط ۵ اضافت (نسبت) ۶ جزو کل، ۷ قوت و فعل، ۸ زمانہ۔ ان آٹھ چیزوں کو اس شعر میں کسی نے جمع کر دیا ہے۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں — وحدت موضوع و محمول و مکاں

وحدت شرط و اضافت جزو کل — قوت و فعل است در آخر زماں

اگر ان آٹھ چیزوں میں اتفاق نہیں ہوگا تو تناقض نہیں ہوگا۔ مثالیں درج ذیل ہیں۔

	تناقض			تناقض
(۱) موضوع:-	زید عالم ہے۔ زید عالم نہیں ہے	✓	زید عالم ہے عمر عالم نہیں ہے۔	✗
(۲) محمول:-	زید عالم ہے، زید عالم نہیں ہے۔	✓	زید عالم ہے۔ زید کاتب نہیں ہے۔	✗
(۳) مکان:-	زید مسجد میں ہے۔ زید مسجد میں نہیں ہے	✓	زید مسجد میں ہے۔ زید گھر میں نہیں ہے	✗
(۴) زمانہ:-	زید صبح گیا۔ زید صبح نہیں گیا	✓	زید صبح گیا۔ زید شام کو نہیں گیا۔	✗
(۵) شرط:-	اگر پڑھو گے تو انعام ملیگا		اگر پڑھو گے تو انعام ملے گا۔	
	اگر پڑھو گے تو انعام نہیں ملیگا	✓	اگر کھیلو گے تو انعام نہیں ملے گا۔	✗
(۶) اضافت:-	زید خالد کا باپ ہے		زید خالد کا باپ ہے	
	زید خالد کا باپ نہیں ہے	✓	زید بکر کا باپ نہیں ہے۔	✗

		تناقض		مناقض
⑦ جزء وکل:۔	میں نے پوری کتاب پڑھی		میں نے پوری کتاب پڑھی	
	میں نے پوری کتاب نہیں پڑھی	✓	میں نے آدھی کتاب نہیں پڑھی (یعنی پوری پڑھی ہے)	✗
	میں نے آدھا کام کیا، میں نے آدھا کام نہیں کیا	✓	میں نے آدھا کام کیا، میں نے پورا کام نہیں کیا	✗

⑧ قوت و فعل:۔ قوت سے مراد کسی چیز کی صلاحیت ہونا، اور فعل سے مراد صلاحیت کا اسی وقت ظاہر ہونا۔

زید کاتب ہے۔ بالقوۃ		زید کاتب ہے۔ بالقوۃ	
زید کاتب نہیں ہے۔ بالقوۃ	✓	زید کاتب نہیں ہے۔ بالفعل	✗
زید کاتب ہے۔ بالفعل		زید کاتب ہے۔ بالفعل	
زید کاتب نہیں ہے۔ بالفعل	✓	زید کاتب نہیں ہے۔ بالقوۃ (یعنی فی الحال کاتب ہے)	✗

قضیہ محصورہ میں مذکورہ بالا "وحدات ثمانیہ" کے ساتھ ساتھ تناقض کے لیے کلیہ و جزئیہ میں اختلاف ہونا ضروری ہے۔ پس موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہے۔

موجبہ کلیہ:۔	ہر انسان جاندار ہے		ہر انسان جاندار ہے	
	بعض انسان جاندار نہیں	✓	کوئی انسان جاندار نہیں ہے	✗
موجبہ جزئیہ:۔	بعض حیوان انسان ہیں		بعض حیوان انسان ہیں۔	
	کوئی حیوان انسان نہیں ہے	✓	بعض حیوان انسان نہیں۔	✗
سالبہ کلیہ:۔	کوئی انسان پتھر نہیں ہے		کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔	
	بعض انسان پتھر ہیں۔	✓	ہر انسان پتھر ہے۔	✗
سالبہ جزئیہ:۔	بعض حیوان انسان نہیں		بعض حیوان انسان نہیں۔	
	ہر حیوان انسان ہے	✓	بعض حیوان انسان ہیں	✗

عکس مستوی یعنی قضیہ کے موضوع و محمول کو اس طرح الٹنا کہ موضوع محمول بن جائے اور محمول موضوع بن جائے۔ جیسے ہر انسان ناطق ہے۔ اس کا عکس بعض ناطق انسان ہیں۔ پہلے قضیہ کو اصل اور دوسرے قضیہ کو اس کا عکس کہتے ہیں۔ اس کے لیے دو شرائط ہیں۔ پہلی شرط یہ کہ اگر اصل موجبہ ہے تو عکس بھی موجبہ ہو اور اگر اصل سالبہ ہے تو عکس بھی سالبہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر اصل سچا ہے تو عکس بھی سچا ہو اور اگر اصل جھوٹا ہے تو عکس بھی جھوٹا ہو۔ محصورات اربعہ میں سے موجبہ کلیّہ کا عکس موجبہ جزئیہ، موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیّہ کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے۔ اور سالبہ جزئیہ کا عکس لازمی طور پر نہیں آتا۔

مثال: موجبہ کلیہ: ہر انسان جاندار ہے عکس: بعض انسان جاندار ہیں۔

مثال: موجبہ جزئیہ: بعض حیوان انسان ہیں عکس: بعض انسان حیوان ہیں۔

مثال: سالبہ کلّیہ: کوئی انسان پتھر نہیں عکس: کوئی پتھر انسان نہیں۔

قیاس وہ قول مرکب ہے جو دو قضیوں سے مل کر بنتا ہے اور ان دونوں کو تسلیم کرنے سے تیسرے قضیہ کو تسلیم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جیسے ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم والا ہے۔ تو یہ ماننا پڑے گا کہ ہر انسان جسم والا ہے۔ قیاس کی کچھ اصطلاحات ہیں جو درج ذیل ہیں۔

مقدمہ وہ قضیہ جس سے قیاس بنتا ہے۔ جیسے مذکورہ بالا مثال میں ہر انسان جاندار ہے۔ ہر جاندار جسم والا ہے۔

نتیجہ وہ قضیہ جو دو قضیوں کے تسلیم کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں ہر انسان جسم والا ہے۔

اصغر نتیجہ کا موضوع اصغر کہلاتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں انسان۔

اکبر نتیجہ کا محمول اکبر کہلاتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں جسم والا۔

صغریٰ | قیاس کا وہ مقدمہ جس میں اصغر ہو۔ جیسے مذکورہ مثال میں ہر انسان جاندار ہے

کبریٰ | قیاس کا وہ مقدمہ جس میں اکبر ہو جیسے مذکورہ مثال میں ہر جاندار جسم والا ہے۔

حدِ اوسط | قیاس کے مقدمہ میں جو اصغر و اکبر کے علاوہ ہے یا جس کا ذکر دونوں مقدموں میں ہوا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں جاندار۔

شکل | صغریٰ و کبریٰ کو ترتیب دینے سے جو صورت حاصل ہو۔ جیسے درج ذیل صورت۔

صغریٰ	کبریٰ
ہر انسان جاندار ہے۔	ہر جاندار جسم والا ہے۔
اصغر حدِ اوسط	حدِ اوسط اکبر

اصغر	اکبر
ہر انسان	جسم والا ہے۔

نتیجہ۔

شکلوں کی چار قسمیں ہیں۔

ما:۔ حدِ اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو۔ جیسے ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق جسم والا ہے۔

۲:۔ حدِ اوسط: دونوں میں محمول۔ جیسے ہر انسان جاندار ہے اور کوئی پتھر جاندار نہیں ہے۔

۳:۔ حدِ اوسط دونوں میں موضوع۔ جیسے ہر انسان جاندار ہے۔ اور بعض انسان لکھنے والے ہیں۔

۴:۔ حدِ اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول۔ جیسے ہر انسان جاندار ہے۔ اور بعض لکھنے والے انسان ہیں۔

نوٹ :- نتیجہ ہمیشہ ارذل کے تابع ہوتا ہے۔ یعنی اگر قیاس کے مقدمے موجبہ و سالبہ ہوں تو نتیجہ سالبہ اور اگر کلیہ و جزئیہ ہوں تو نتیجہ جزئیہ آئے گا۔

قیاس اقترانی وہ قیاس جو دو حملیوں سے مل کر بنے۔ جیسے مذکورہ بالا قیاس و مثالیں۔

قیاس استثنائی وہ قیاس جس کا ایک مقدمہ شرطیہ اور دوسرا حملیہ ہو اور اس میں صرف استثناء "ولیکن" موجود ہو۔ نیز نتیجہ یا نقیضِ نتیجہ بھی قیاس میں بعینہ مذکور ہے۔ جیسے

مثال ۱:- اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہو گا۔ لیکن سورج نکل گیا نتیجہ:- دن موجود ہے

مثال ۲:- " " " " دن موجود ہو گا۔ لیکن سورج نہیں نکلا نتیجہ دن موجود نہیں ہے

پہلی مثال میں نتیجہ قیاس کے پہلے مقدمہ یعنی قضیہ شرطیہ کا دوسرا جز ہے۔ اور دوسری مثال میں نتیجہ اس دوسرے جز کی نقیض ہے۔ ان دونوں مثالوں میں پہلا مقدمہ قضیہ شرطیہ اور دوسرا مقدمہ حملیہ ہے۔

تمثیل کسی چیز کے حکم کی علت تلاش کر کے وہی علت دوسری چیز میں پا کر پہلی چیز کا حکم اس میں لگا دینا۔ جیسے شراب حرام ہے۔ اس حکم کی علت یہ معلوم ہوتی کہ نشہ ہے۔ یہ نشہ بھنگ میں پایا گیا تو بھنگ کے لیے بھی حرام ہونے کا حکم ثابت کر دیا۔ پہلی چیز کو مقیس علیہ یا اصل اور دوسری چیز کو مقیس یا فرع کہتے ہیں

مقیس علیہ یا اصل	حکم	علت	مقیس یا فرع
شراب	حرام ہونا	نشہ	بھنگ

استقراء چند جزئیات یا افراد میں کوئی خاص چیز دیکھنے کے بعد ان جزئیات کی کلی کے لیے اس خاص چیز کو ثابت کر دینا۔ مثلاً کسی نے چند علماء

کو دیکھا کہ وہ عربی میں باتیں کر رہے ہیں۔ تو پھر اس نے کہہ دیا کہ ہر عالم عربی میں بات کرتا ہے۔

تمثیل و استقراء یقین کا فائدہ نہیں دیتے۔ بلکہ ان سے ظنی علم حاصل ہوتا ہے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ اصل و صحیح علت نہ نکالی ہو۔ اور کلی کے تمام افراد کے اندر وہ خاص بات نہ ہو جو چند میں ہے۔

دلیل لمّی قیاس اقترانی میں نتیجہ کی علت و وجہ حد اوسط بنتی ہے۔ یعنی نتیجہ کا محمول موضوع کے لیے حد اوسط کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے۔

جیسے زمین دھوپ والی ہو رہی ہے۔ اور ہر دھوپ والی شئ روشن ہوتی ہے۔ نتیجہ:۔ زمین روشن ہے۔ اس میں زمین کے لیے روشنی کا ثبوت دھوپ کی وجہ سے ہوا ہے جو کہ حد اوسط ہے۔ اگر حقیقت میں بھی حد اوسط نتیجہ کے حکم کے لیے علت ہو تو وہ دلیل لمّی کہلاتی ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں روشنی کی علت دھوپ ہے اور حقیقت میں بھی یہی علت ہے۔

دلیل انّی اگر حقیقت میں حد اوسط حکم کے لیے علت نہ ہو تو وہ دلیل انّی ہے۔ جیسے زمین روشن ہے اور ہر روشن شئ دھوپ والی ہے۔ نتیجہ:۔ زمین دھوپ والی ہے۔ اس قیاس میں دھوپ کے لیے علت روشن ہونا بیان کیا گیا۔ حالانکہ اصل میں دھوپ علت ہے روشنی کے لیے، ہاں روشنی دھوپ کے لیے علامت و دلیل ہے۔

خلاصہ یہ کہ اگر قیاس میں حکم حقیقی علت سے ثابت کیا جائے اور اسے حد اوسط بنایا جائے تو وہ دلیل لمّی ہے۔ اور اگر حکم علامت و دلیل کے ذریعہ ثابت کیا جائے تو وہ دلیل انّی ہے۔

لمّی یہ لما سے نکلا ہے۔ یعنی جس سے کسی شئ کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا

جاتا ہے۔ الف کو حذف کر کے میم کو مشدّد کر دیا۔ اور انّی یہ انّ سے نکلا ہے جو کہ تحقیق پر دلالت کرتا ہے۔

صورۃ قیاس وہ شکل جو مقدمات کو ترتیب دینے سے حاصل ہو۔ جیسے اشکال اربعہ ہیں۔

مادہ قیاس مقدمات جن سے قیاس بنتا ہے۔ اگر یہ مقدمات یقینی ہوں تو نتیجہ بھی یقینی ہوتا ہے اور اگر یہ مقدمات یا کوئی ایک مقدمہ ظنی وضعیف ہو تو نتیجہ بھی ظنی ہوگا۔ قیاس کی مادہ کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں۔ ۱:۔ برہانیات، ۲:۔ جدلیات، ۳:۔ خطابیات، ۴:۔ شعریات ۵:۔ سفسطہ

قیاس برہانی برہان کے معنی واضح اور کھلی چیز۔ یہ وہ قیاس ہے جس کے مقدمات یقینی ہوں، خواہ یہ یقین بدیہی ہو جیسے دو چار کا آدھا ہے یا نظری ہو اور دلیل سے پیدا ہوا ہو۔ جیسے کائنات کو بنانے والا ایک اللہ ہے۔ بدیہات کی چھ قسمیں ہیں۔ ۱:۔ اولیات ۲:۔ فطریات ۳:۔ تجربیات ۴:۔ مشاہدات ۵:۔ حدسیات ۶:۔ متواترات

اولیات وہ قضیہ کہ موضوع ومحمول کا تصوّر کرنے ہی سے اس حکم کے ثبوت کا یقین پیدا ہو جائے۔ جیسے:۔ کل اپنے جُز سے بڑا ہوتا ہے۔

فطریات وہ قضیہ کہ موضوع ومحمول کے تصوّر کے بعد ان کے حکم کی علت بھی ذہن میں آجائے۔ جیسے چار جفت ہے۔ اس میں چار و جفت کا تصوّر آتے ہی یہ خیال بھی آئے گا کہ چار دو سے تقسیم ہو جاتا ہے اس لیے جفت ہے۔

تجربیات وہ قضیہ جس میں حکم تجربے سے ثابت ہوا ہو۔ جیسے بادشاہوں کی محبت ہلاک کرنے والی ہے۔

مشاہدات وہ قضیہ جس میں حکم مشاہدہ کی بناء پر کیا جائے۔ جیسے سورج روشنی پھیلاتا ہے۔

اگر حواس ظاہرہ یعنی آنکھ یا کان یا ناک یا زبان یا چھونے سے حکم ثابت ہو تو وہ حسیات کہلاتا ہے۔ اور اگر حواس باطنہ یعنی حس مشترک یا خیال یا وہم یا حافظہ یا قوت متصرفہ سے حکم ثابت ہو تو وہ وجدانیات کہلاتا ہے۔ جیسے میں بھوکا ہوں یا پیاسا ہوں وغیرہ۔

حدسیات وہ قضیہ جس میں حکم حدس سے ثابت ہو۔ حدس کے معنی ہیں خیال، اور یہاں یہ مراد ہے کہ دلیل ذہن میں آتے۔ لیکن اسے پوری طرح ترتیب دینے کی ضرورت نہ پڑے۔ پس خیال ہی خیال میں اس پر نظر کر کے حکم لگا دیا جائے۔ جیسے چاند کو سورج کے روشن ہونے کو دیکھا اور خیال دوڑا کر یہ حکم لگا دیا کہ چاند کو روشنی سورج کی روشنی سے حاصل ہوتی ہے۔

متواترات وہ قضیہ کہ جس میں حکم ایسی جماعت کے واسطہ سے لگے کہ جن کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو۔ جیسے قرآن اللہ کی کتاب ہے کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ وغیرہ۔

قیاس جدلی وہ قیاس جس کے مقدمات مشہور ہوں اور اکثر لوگ اسے تسلیم کرتے ہوں یا کسی فریق کے تسلیم شدہ ہوں۔ خواہ سچے ہوں یا جھوٹے۔ جیسے احسان کا اچھا ہونا اور دشمنی کا برا ہونا، ہندوؤں کے نزدیک ذبح حیوانات کا برا ہونا وغیرہ۔

قیاس خطابی وہ قیاس جس کے مقدمات غالب گمان میں صحیح ہوں اور جن لوگوں پر اعتماد ہے ان کے اقوال ورائے کو دلیل بنایا جائے جیسے اولیاء اور فلاسفہ کے اقوال۔

قیاس شعری وہ قیاس ہے جس کے مقدمات خیالی ہوں۔ خواہ سچے ہوں یا جھوٹے۔ جیسے زید چاند ہے۔ اور ہر چاند روشن ہوتا ہے۔ پس زید روشن ہے۔ وغیرہ۔ ایسے مقدمات سے ڈر یا شوق میں اضافہ ہوتا ہے۔

قیاس سفسطی سفسطہ کے معنی ہیں دھوکہ۔ اس قیاس میں ایسے مقدمات ہوتے ہیں جو محض وہمی اور متشابہہ ہوتے ہیں۔ انکی حقیقت نہیں ہوتی مثلاً یہ کہنا کہ "ہر موجود چیز کی طرف اشارہ کرسکتے ہیں اور خدا بھی موجود ہے۔ پس خدا کی طرف اشارہ کرسکتے ہیں"۔ اس قیاس میں صغریٰ صحیح نہیں ہے۔ یا گھوڑے کی تصویر کے بارے میں کہیں کہ "یہ گھوڑا ہے اور ہر گھوڑا ہنہنانے والا ہے۔ پس یہ ہنہنانے والا ہے"۔

ان پانچ قسموں میں سے معتبر قیاس برہانی ہے۔

فائدہ

یہ صفحہ ۵۸ سے متعلق ہے

کلّی متواطی

کلی اپنی جزئیات پر برابری سے صادق ہو اور کسی قسم کا تفاوت نہ ہو جیسے انسان ایک کلی ہے اور یہ اپنے تمام افراد پر برابری سے صادق ہوتی ہے یعنی انسان چاہے کالا ہو یا گورا، چھوٹا ہو یا بڑا، عقل مند ہو یا بے وقوف، ناقص الاعضاء ہو یا کامل الاعضاء۔ غرض یہ کہ ہر قسم کے انسان کو انسان ہی کہیں گے۔

کلّی مُشکّک

کلی اپنی جزئیات پر برابری سے صادق نہ ہو بلکہ بعض افراد پر اس کا ثبوت اَولیٰ ہو اور دوسرے بعض افراد پر ادنیٰ یا بعض پر کلی کا ثبوت مقدم ہو اور دوسرے بعض افراد پر مؤخر۔ جیسے موجود ہونا ایک کلی ہے اور اس کے افراد باری تعالیٰ اور تمام ممکنات ہیں۔ لیکن باری تعالیٰ کا وجود اولیٰ اور مقدم ہے جبکہ ممکنات کا وجود ادنیٰ اور مؤخر ہے۔ یا کلی کا ثبوت بعض افراد پر زیادہ ہو اور دوسرے بعض پر کم۔ یا کچھ پر قوی ہو اور دوسرے بعض پر ضعیف جیسے سفید ہونا کلی ہے اور ہر سفید چیز اس کا فرد ہے لیکن آسمانی برف میں سفیدی شدید ہے جبکہ ہاتھی دانت میں سفیدی ضعیف ہے یہ کلی متواطی اور مشترک ہونے میں شک پیدا کر دیتی ہے۔ اس لیے اسے مشکک کہتے ہیں۔